



از فتاح افکار میچمدان محمد عتوق بن محمد عتوق

۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

میرایه بخش اینده نذرالکان کتبخانه حنفیه کشمیری بانو  
کرمه بخش اینده نذرالکان کتبخانه حنفیه کشمیری بانو

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

الحمد للہ کہ دینِ زمانِ سواوت نشانِ کتابِ مستطاب و فضیلت  
حضرت رسول رب الارباب و ترویجیاتِ نصابِ مستطاب  
جامع شواہقِ حقائق و صاوی غوامضِ قائق الہی

کشف الحقائق

فی

تعظیم سیدِ خلائق

تائیداتِ سبحانی

فی مہکائِ نصرانی

از مستخرج افکار محمدان محمد جان موطن فریدہ احمد خان  
کاتبہ میر میر بخش ایندلسنبر مالکان کتب خانہ حنفیہ کشمیریہ دارالارباب  
مطبعہ عربیہ لاہور باہتمام فقہ نقشبندی میر امیر بخش شمس المصطفیٰ صاحب











سب فرمادیں۔  
 اقول وہاں تشریح و تفسیر میں یہی وجہ ہے کہ قرآنی بیانات کے طور پر  
 بیانات آپ کے اس غیر مستحویہ و اہل اسلام کے ہر اگر آپ کے نزدیک  
 توحید پر پڑے ہیں کہ وہ بیانات کے ساتھ دوسرے بیانات کو نظر انداز  
 کرتے ہیں اور ان کے لئے یہ بیان کہنے والے کو صادق و مصدوق نہیں  
 بلکہ قرآن کی بیانات کو ہی تفسیر قرآنی کی طرح تفسیر و غیر تفسیر  
 ہونے کی بات کہ آپ کے دعویٰ کی تائید کریں اور آپ کے  
 مطلب کے موافق ہوں۔ مثلاً جیسے وہ خود ہی تصدیق جانتے ہوئے خواہ وہ  
 قرآن سے ہوں یا کہیں اور سے۔ لہذا آپ کے بیانات کے معتبر و غیر معتبر  
 ہونے کا معیار قرآن ہے نہ غیر قرآن بلکہ آپ کے اپنے بیانات و  
 تفسیر ہی میں۔ ان کی تصدیق یا نہ تصدیق سوا قرآن میں دکھائی ہے اور  
 ان کی مصداق بیانات کی مصداق میں مضبوطی آگئے ہیں کہ ان کی جانور کی۔ جب  
 آپ کے اس آپ کے بیانات و توحید ہی بیانات کے معتبر و غیر معتبر  
 ہونے کا معیار ہے تو کچھ قرآنی بیانات کو قرآنی بیانات کی طرح تفسیر و  
 تفسیر و نہ آپ کی انسانی کمال کے برخلاف و صداقت شعاری سے  
 اور میں تو یہ کہ آپ کے اس کو مصداق اسلام سے جانتے ہوئے بطور  
 مثل کہ آپ کے یہ تو قرآن کی صافی مصداق کی کی اور قطعاً جس سے کہو کہ  
 اسلام شریعت کے ان گناہی بیانات کو تفسیر و معتبر قرار دیتے ہیں  
 حضرت محمد نے اسلام سے نسبت صحیح مستند و درست رکھتے ہوئے وہ قرآنی  
 سورت اچھے ان کے ہر ایک کی تفسیر آپ کے خط اسلامی و ان کی صحت  
 اور ان سے ہی قرآن و احادیث و قرآن و احادیث کو ہی تفسیر و معتبر

[illegible]

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय



تمہیں پھر کرنے کی خاطر حضرت محمد مصطفیٰ کو مامور کر دیا۔ اور انہو نے تاریخ پہ درج کیا ہے  
 کی بستی کے مابین سوینے کے ہمہ گاہ میں گاہ گیا اور پھر بھی نشان کی آیت  
 کے سوا بالقرآن ہی مضامین سے بیجا استغالی دسترسہ پاس بھی کر لئے گئے  
 یا نہیں۔ اگر پاس آئے تھے تو پھر وہ سب لوگوں کے محل ہوا کہ جوئے کے  
 قابل بھی ٹھہرے یا عیسائی بھائی ان کی تعظیم سے مستثنیٰ رکھے گئے۔ اگر  
 مستثنیٰ رکھے گئے تو ان کے مستثنیٰ رہنے کی کیا دلیل اور وہاں ملائکہ  
 الا کا فتنہ نفساں بشواوا وند یوا اور قول یہاں الناس افری رسول الله لیکم  
 جیسا۔ وقرآن سورۃ اطراف رکوع ۴۰ ہے کیا جواب؟ اگر مستثنیٰ انہیں کئے  
 گئے تو پھر جان لائے اور قرآنی آیات میں تعظیم کی خاطر غور و خوض کرنے پر  
 کیا توقع۔ اور ہر ایک آیت کے ماننے میں کیا فائدہ۔ اور راہ راست پر آنے  
 میں کیا دیر اور ہماری طلب محمدی عیسائی بننے سے کیا گریز۔ اور اگر حضرت محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم جی نہیں تھے تو نبوت کا دعویٰ کیوں کیا۔ اور ان کا دعویٰ روز بروز  
 تر تہہ کیوں رہا۔ اور ان کی زندگی میں ان کے تابعی فرمان کیوں بڑھتے  
 گئے۔ اور کیوں ان کیوں کی تعداد میں ہر ایک کا فائدہ توحید کے پہنچانے کی خاطر تمام  
 فتنوں کو مٹا دیا۔ اور ان کے فتنوں کا کیا پایہ ہوئے۔ اور کیوں ذہن والی وجہان  
 اور اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عینیت جانتے گئے۔ اور کیوں سچے ان میں ان کے  
 حوالوں کی طرف تھوڑی تعداد میں اہل ہر جو کرت ان میں ان کی طرف حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تسلیم پر پڑنے نہ دیا۔ اور کیوں حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ان کی طرف تسلیم پر پڑنے کی خاطر کوئے  
 میں ان کے لئے اور کیوں ان کی تعظیم کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو  
 کہہ کر ان کی طرف ہر ایک کو اور ان کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو

[illegible]

ایسی حضرات ایک آج آپ کے ہیں جو سچے دیندار ہیں۔ وہ خود کو سچے دیندار  
نہیں مانتے بلکہ سچے دیندار اپنی نبوت کے وجود سے ہیں سچے دیندار۔ اگر سچے  
دیندار ایک ایسی نبوت کی ضرورت تھی۔ اور وہ بوسیدہ اور سستی ہوئی تھی۔  
کے تازہ کر کے دینے کی بات ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کئی صدیوں بعد پیدا ہوئے۔ جبکہ سب شریعتیں مودعی ہو گئی تھیں اور وہ  
سچے دیندار سستی پانچکا تھا۔ اور انہیں کئی حصوں پر تقسیم ہو کر ہر ایک گروہ کی  
تحریکات سے ان کے سب مٹا رہا تھا۔ اور انہیں کے احکام پر عمل نہیں  
کیا تھا۔ اور شرک و بت پرستی غایت کو پہنچ چکی تھی۔ ان کی نبوت کی ضرورت  
نہ تھی کیا عازم اللہ اپنے گواہی دہانے کے لئے انہیں علی کی طرح لاؤ  
پرست و ماضی کفر و ضلالت پرستانہ کرتی۔

تبلیغ اسلام میں یہ فیہ الحکمت ہے کہ خلق خدا کے یہ دو نقصان  
تم خدا کے احسان کا شکر کرو جس نے تمہاری ہدایت کی تمہارے آفرین میں  
رسول قبل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اتم و کامل و کبر و کرم و  
وہابی کی کتاب توبہ و توبہ و توبہ سے غلطی کو کیا وہ تمہاری کتابوں  
میں اور ان کے ہونے ہی کے اثرات میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ  
میں ہونے اور تمہاری توبہ کے ہونے کو چاہتا ہے اور حق تعالیٰ کے احکام



کے ہستہ سے یا فوں پھیلاتے۔ اور مسیح ابن مریم کے جہانی اور صرف ذاتی  
 معجزات پر ہر باب داد کے کمال پر جا بل وناوان مقرر کرنے والوں کی طرف اشارے  
 اور نہ فاعل بنائے والی محمدی کیسیانی بولی سے شمس پود کا چھپاتے۔ اور وہی حق  
 پر آسنے سے کہہ آتے۔ اہل بیت و صریحی پر قدم ہاتھ ہے اور قل ۷۷ سید  
 ادعوا الی اللہ علیٰ صلیوٰۃ انا و من اتبعنی و سبحان اللہ و ما انا من المشرکین  
 و قرآن سورۃ یوسف رکوع آخر کی اس کے زمان کی طرف کان نہیں دھرتے  
 اور اس کو دل و جان سے نہیں ملتے۔ مانو بھیرا نو!! اور نہ مرے گئے بعد  
 پہنچاؤ گئے۔ اور فائدہ نہ ہوگا۔ اور سوچو پھر سوچو کہ تمہارا دین اس وقت کیا  
 ہے۔ مسیح ابن مریم کے ذاتی جہانی معجزات جنہیں تم دیکھ کر خوشیاں مناتے  
 اور مسیح ابن مریم کی اوجہیت کے گیت گاتے ہو۔ یہ کیا مسیح کے ذاتی جہانی  
 معجزات کا ذکر تو کیا۔ مگر غیر ذاتی۔ روحانی معجزات کا ذکر تو آں میں کہیں نہ پایا  
 ایسے معجزات کے ساتھ وہ خود تو دنیا میں جلوہ گر ہوتے۔ اور اپنی موت کی  
 صداقت کا ڈنکا بجاتے رہے۔ مگر ایسے معجزات نہ دکھائے۔ جو آں کا شکر دینا  
 سے بصورت کرامت ظاہر ہوتے آتے۔ اور ان کے ظاہر کرنے والے مسیحی  
 حوث و قلب کہلاتے۔ پھر مسیح کو بھی کسی نے مانا اور کسی نے سنا جو مانا۔ آخر  
 مسیح دنیا سے اٹھائے گئے۔ اور اس کے احکام و دعوے پر ہم کئے گئے۔ تو رات کا  
 عمل چھوٹا۔ اور انجیل کا مانگا لانا۔ انجیل کے ملتے والے و عمو کے میں ڈالنے  
 گئے۔ اور اس کے سے انجیل میں لکھوں میں ڈھالے گئے۔ انجیل میں پیر پھر شرمع  
 ہوتے۔ اور اس میں سے منہ میں ہر سے گئے۔ انجیل کے حنائی روپوش  
 اور اس کے جانشین کے تالیف خود نوشت۔ موجودہ انجیل اس قلیل نہیں کہ اسکی  
 آدم اپنی قول و تمام ہیں۔ مگر یہی وہی کے نبوت کے لئے ہی سے ہوگا۔

اگر آپ یہاں ان پریم کے کہ ظاہر و باطن سے تمام تو کون مانے۔ اور حق کے  
 معجزات و کرامات ان میں دیکھیں تو کون مانے۔ اسے آپ کی کتاب کے  
 حقائق پر کسی کو تمنا داور نہ اس کے معجزات و کرامات پر کوئی دل دوس کی  
 روحانی کے نبوت کے لئے توفیق آئے۔ تمہارے اصرار سے ہم نے مسیح کی  
 صداقت کی تصدیق کے لئے ہے تو قرآن مسیح کے لئے میں حق کے لئے  
 والوں کو قائلین اقتداء بنائے تو قرآن ہم کو اوپر کو باریت کی راہ خطا ہے  
 تو قرآن مسلمانوں سے نصاریٰ کے جن اصول پر کرسا ہے تو قرآن خدا  
 کے پیچھے مسیح ابن مریم کے پیچھے۔ معالائے سلامت تو قرآن مسیح کی اس مرجع کو  
 پیور یوں کی تحت کے ہر گز نہیں ہے تو قرآن۔ مسیحیت کے اصول پر تین و  
 شاکت جھگڑا ہے تو قرآن۔ اور سب چیزیں پر اس کی نصیحت کا سکھنا ہے  
 تو قرآن۔ اگر قائل ہر بات کو دیکھیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 جو ہم مسیح ابن مریم سے افضل ہیں۔ اس وعدے پر دل سے قبول ہیں۔  
 اور اہل کتاب جب کافروں سے تنگ آئے تو دعائے گنہ گری پڑھ کر ان  
 شایعہ پیدایوں۔ کہ کا تو یہ سترھو و عوہا ان کہوں نہ قرآن سورۃ بقرہ  
 رکوع ۱۱۱ میں ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق باطل کے یہ وعدے  
 لئے کفار و دو گداز اہل کتاب کے درمیان مداخلت حکم دیا و غیبت گئے۔ اور  
 سب نبیا میں سترہ کا ہر ذرا۔ ان کے قتل میں ہوا تھا۔ اور یہ گئے  
 علوتان و صومکان کی خدمت سے کہ اس طرح کیا اور ان کے شرارت  
 و بدایات۔ اور دوسری طرف کفار اور ان کی بدایات و فسادات ہوئے۔ و قرآن  
 کے لئے حوالے صرافت۔ نبیا بیت شریع و ہدایات کی تصدیق پر حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و کرامات کا ہر کوراث و رسالت کی کتاب











اجزاء مغلوب یا برعکس اور اگر شراکت در الوہیت متفاوت ہے اور شراکت  
 اور العز می متساوی تو الوہیت میں یہ تفریق ہی اجزاء غالب ہو گئے اور یہی وجہ  
 مغلوب اور الوہیت میں دونوں متساوی یا برعکس اور اگر شراکت در الوہیت  
 متساوی ہے اور شراکت در الوہیت متفاوت تو الوہیت میں تفریق ہی اجزاء  
 متساوی ہو گئے اور الوہیت میں تفریق ہی اجزاء غالب اور یہی وجہ اختلاف  
 یا برعکس اگر شراکت در الوہیت متساوی ہے اور شراکت در الوہیت  
 بھی متساوی تو تفریق ہی اجزاء الوہیت و الوہیت و دونوں متساوی  
 ہو گئے بصورت اولیٰ محمد علیہ وآلہ وسلم غالب اور بصورت ثانیہ  
 محمد علیہ السلام غالب بصورت اولیٰ بحسب لا اعتبار سلم اور اس کا ثمرہ بھی ظاہر اور  
 بصورت ثانیہ علیہ السلام ہے مگر اس کا نتیجہ غلبہ شیخ غیر واقع اور بصورت ثالث  
 میں وجہ غلبہ محمد علیہ وآلہ وسلم غالب و من وجہ مغلوب مگر بحسب واقع  
 میں بھی الوجہ غالب یعنی شیخ بر علیہ السلام و من وجہ مغلوب ہو گا مگر واقع  
 میں شیخ اس کی وجہ مغلوب بنابر بصورت ثانیہ حضرت محمد علیہ السلام غلبہ  
 علیہ وسلم من وجہ مساوی و من وجہ غالب ہو گئے مگر علیہ السلام حضرت محمد صلی  
 علیہ وسلم کا غلبہ موجود اور یہی علیہ السلام کی مساوات مفقود تھی اور بصورت  
 ساوی شیخ من وجہ غالب و من وجہ مساوی ثابت ہوتے ہیں مگر حضرت اعتبار  
 میں وجہ واقع میں بوقت برابر مساوات ظاہر ہوئی اور وجہ غلبہ اور  
 بصورت ثالث حضرت محمد علیہ السلام من وجہ مساوی اور من وجہ غالب  
 مگر برابر میں بھی الوجہ غالب ہو گا اور بصورت ثانیہ شیخ من وجہ مساوی  
 و من وجہ غالب مگر توغیر میں غلبہ اور نہ مساوات اور بصورت تاسعہ  
 دونوں متساوی ہو گئے مگر فی الواقع برابر کے وقت اگر مساوات ہوتی تو

تساوی اور تفریق میں حضرت محمد صلی علیہ وسلم کے غلبہ کے خوف سے جان بچا کر جس شخص کے  
 ہاتھ بلکہ کسی مساوات کا خیال ان کو تو صلی علیہ وسلم کے مقابلہ پر ضرور شکوکات  
 مساوات میں جو مغلوبیت سے اوجہ اور غلبہ کے نتیجے کے تحت میں ثابت  
 نہیں ہوتی چاہیکہ غلبہ لہذا مغلوبیت پر مضبوطیت کی دلیل ہے کہ  
 یہ تحقیق ہوگی اور غلبہ جو اشراف و افضل ہونے کی دلیل ہے حضرت محمد  
 صلی علیہ وسلم میں موجود ہو گا بنابر امور مذکورہ اگر کوئی کہے کہ اس کا حسمہ تھا  
 تو بھی اور یہ حسمہ اور جانیں تو بھی شیخ سے حضرت محمد صلی علیہ وسلم افضل  
 میں اگر مخالف ہوتا تو یہی حسمہ ہوتا بلکہ اللہ من المثل و الکلم و العز و العز  
 (۱) حضرت محمد صلی علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی نصرت کرنے کی پادشہی  
 سے محمد علیہ السلام تک سب نبیوں نے اپنی اپنی قوم سے جدا ہو کر ان کی نصرت  
 کی کہ ان کی حقانیت کے بڑی شد و قوت سے ان کی بات کا ذکر فرما رہے تھے  
 و اذ اخذ اللہ میثاق المبین لہما ان یتبعن من کتاب و حکمہ لہما و لہما  
 رسول و عندی لکما معکم لتؤمنن بہ و لتعلمن انہ قال اقبلتم و  
 اخذتم علی ذلک و انما الایمان الی الی و انما الایمان الی الی و انما الایمان الی الی  
 من المذاہر من ان فی حدیثہ فی المذاہر من المذاہر من المذاہر من المذاہر  
 سورہ آل عمران کورع میں اور یہ حضور صلی علیہ وسلم کے سبب افضل ہونے کی دلیل  
 نہیں تو کیا دیکھو کہ اس قرآنی بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ایسا نہ کہ حضور  
 صلی علیہ وسلم کے شرعی استحقاقات کا اہتمام کرنا ہی نہیں نبوت کی جڑ و کوئی شریعتی  
 اور یہ قاعدہ سب اول ذرا سب کے نزدیک مسلم ہے کہ کوئی شیخ کوئی امام کوئی  
 کے بغیر کرتے پر نہیں چھوڑا دیا اور یہی صلی علیہ وسلم کے اہل بیت کا انبیاء علیہم السلام  
 لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں تو ہر ایک ان کی اپنی امت سے حضرت صلی







اور فرما ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ مِنْهُمْ فَهُمْ عَلَى خُلُقٍ مَعْرُوفٍ  
و تعلیمی منزلت سورت کی طرز پر بیان کیا ہے۔ اور صفات ظاہریہ کے ساتھ  
صلح کی رسالت و نبوت کا مہم و مستقلہ و بالاصالت ہے۔ اور دوسرے انبیاء  
کی رسالت و نبوت بالانظار یا رسالت غیر تامہ و غیر مستقلہ بل بالنبات ہے۔  
یعنی حضور علیہم السلام نبوت کی تربیت و تربیت میں اور رسالت کا فخر اور باقی  
زیر نبوت و رسالت سے نیست تا یہ میں اور اس سے ان کو فخر  
ہے میں تفاوت رہا کہ سب تا یکجا

اب فطیلت کس نبی کی ہوئی و خیرا لکنتہ و توفیقہ و عجیبہ و حق ہذا  
حضرت رسول کریم صلعم کا کام تعلیم دینا۔ اور ان کی امت خیر الامم کا کام تعلیم  
پانا ہے جیسا کہ حق تو لے دے یا ایسے تعلیم کے لکنتہ و توفیقہ لکنتہ و توفیقہ  
حق تو لے گا کام تعلیم دینا اور عیسیٰ ابن مریم کا کام تعلیم پانا ہے جیسا کہ حق تو لے  
نے فرمایا و اذا علمت انک الکتاب۔ لہذا ان میں بولند اصلہم شان معلوم کردگار  
کہ رہے۔ اور شان عیسیٰ ابن مریم شان تعلیم ہو کر رہا۔ پس حضرت رسول کریم  
صلعم علیہم السلام و مکت ہوئے میں شہاد کہ عفت خدا میں۔ اور حضرت عیسیٰ  
صلعم کتاب و مکت ہوئے میں شہاد کہ عفت خیر الامم۔ لہذا اگر حسب ظاہر  
انصاری تسلیم کیا جائے کہ حضور صلعم سے ان خوارق عادت کا صدور نہیں  
ہوگا جو مسیح کے خوارق سے مماثلت رکھتے ہوں تو ہم کہیں گے کہ خوارق عادت  
جو ان جنیت المذکرات بچوں کے کھلونے کی طرح ہیں جو منہ کی ذرا سی ہرانی  
اور ٹھونس سے تمام کو بھی مومن فہم میں لاتے ہیں۔ اور اس کے سہارے  
اور وہ جس شہم الحالی کی حالت ناموسی سے شیرانی کی تاب نہیں رکھتے یہ ان  
سلمان خیر الامم کو خیر کے کو اولی کے لاند ہیں۔ جو تعلیم الہی کو بصورت

خوارق عادت دکھاتے۔ اور اپنے صلعم میں نبوت کے شہوت میں تو کئی بار  
پیش کرتے ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم سے سب سے پہلے اور ان کے صلعم کتاب و  
مکت ہوئے پر شہادت دیتے ہیں۔ اگر حضور صلعم جو تعلیم دینے میں لکنتہ و توفیقہ  
حق جل و علے میں حق تو لے گا کی طرح سب کا مول کا انجام و الصرام علیہم السلام  
العادۃ المستقرۃ الہا انہم عیسیٰ۔ اور انہما خوارق عادت میں حط من مسئلہ الحادی  
منار الی المتعلین منہم لے تھے۔ ہاں متعلین و پستان نبوت و اصحاب ان  
فطیت و توفیقیت بقا حاکم و بعد تعلیم خوارق عادت بصورت کر امت لیا  
یعنی اسرائیل کی طرح دکھاتے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ رکھاتے رہیں گے۔ پس  
آنحضرت صلعم سے ایسے معجزات جو محدود نہ ملے۔ اور محدود لوگوں میں معجز  
نبوت ہو سکیں۔ اور پھر نہیں۔ ان کے کمال فوق الکمال کے فانی نہیں بلکہ  
ایسے معجزات ہیں جن سے اولین و آخرین من الانبیاء و المرسلین و الیہم السلام  
ما جز ہوں۔ خواہ آنحضرت صلعم سے ایسے معجزات کہ انہما خوارق عادت سے غیر  
انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوتے رہتے ہیں۔ حضور صلعم کے شان سے کم  
اور ان کی امت خیر الامم کے مناسب تھے۔ پس یہ کہنا کہ حضرت نبی کریم صلعم سے  
معجزات کا صدور نہیں ہوا۔ اگر لحاظ ان معجزات کے ہے جو حضرت موسیٰ  
حضرت عیسیٰ و خیرہ و انبیاء سے صادر ہوئے ہیں۔ اگر واقع میں نہیں ہونے تو  
شک ہے۔ اگر کج فہمی ہے تو یہ محض جہل و نادانی یا عناد و شیطانی ہے۔  
کیونکہ حضور صلعم کے معجزات فائقہ قرآن و انبیاء و مرسلین و انہما خوارق عادت  
مختص بہ نبی آخر الزمان جو مسطورہ بالقرآن ہیں۔ اگر معجزات نہیں تو کیا۔ بلکہ  
وہ ایسے معجزات ہیں جن سے من قبل کان و من بعد کان عاجز تھے۔ اور طر  
ہیں گے۔ ایک ایک معجزہ کے لکنتہ و توفیقہ میں صلعم پر انصاف سے غور و انصاف



اور ایک ایک کو ترانہ عقل پر چڑھاؤ۔ کیا وہ ایسی نہیں ہے کہ حضرت سلم  
کے بغیر کسی نبی مرسل اور ملک مقرب میں نہ پائی جاوے۔ ہاں اگر چھک در صفت  
ہو جاوے اور سورج کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکے تو تمہارا اپنا قصور ہے  
نہ کہ سورج کا ستا

گر نہ بینہ زہر شب بہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

خالیوں کہہ کہ حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیاء یا نسبتہ الی النبی اکرم صلعم اہماریہ  
ہیں۔ اور حضور صلعم بالنسبہ الیہم بحر کلام جن کا منبع علی الاعالیٰ تقرب با رسی  
عواصم ہے۔ کہ ہر ایک نہ اپنی اپنی روش سے نشیب فراز طے کرتی۔ اور زمالی  
و جداگانہ طریق سے ہوا دکھائی جاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی قدرت سے اپنی  
کسی حالت پر شور کرتی۔ اور کسی حاجت پر غاموشی مانتی ہے۔ کبھی تیزی دکھائی اور  
کبھی دیرگیاں جاتی ہے۔ اپنی مختلف کردوئوں میں مختلف ہذبات دکھائی۔ اور  
عہدہ لہر میں پھیلتی جاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے جبکہ ان میں مصلحت و حیا سے  
افرا و عالم و ششلی و تازی کی ابتدا آدم رکھی ہے جس سے وہ اپنے منعم حقیقی  
و مالک شفیقی کی عبادت و طاعت میں شاو ابلی پا کر مستوجب رشتائے آسمانی  
و مستحق عطائے خدائی ہو جاتے ہیں۔ لہذا حق تعالیٰ نے ان اشارہ جباریہ کے ذریعے  
ترانے حرکات و سکنات کو ترانے منایات و تعظیلات کے القاب سے یاد  
فرمایا کہ ان کو نظر نہ آتا ہے اور ان کی عبادت و طاعت سب پر ظاہر کر لے۔  
اور بحر کلام و محیط عالم جو نہ محدود ہے۔ اپنے نام نہائی عشق کی وجہ سے اپنے  
کائناتوں کی حرکات و سکنات کو نہ دلاتے۔ اور جہاں شام کو تین  
سے نو وقت ہو۔ دوسرے جہاں صدمات و زحمت دیکھنا ہے۔ اپنے کئی مزارع  
کی دیوار کی طرف ایسی حد درجہ نہیں گھٹتا۔ اور ان سے فوراً عید کر جاتا ہے اس

سے دور کرنے کو کہیں حد سے وقت سے پیش رو و منہ جان کا منتظر وقت پر  
رہتا ہے۔ اور تھوڑی تھوڑی کی طرف اپنی اندک و کب و تشریف و تراش کو بصورت  
خوش و خوشی و ان کی طبیعت و حیثیات میں مرکوز ہے اور اس کی تھیں۔  
بدانگی میں کسی مزاحم و مخالف کی سرینہ اور حد کے منتظر نگاہ نہیں کرتا۔  
اپنے شہاد و شہادہ کے مشہور و منہمک ہونے سے دوسروں کو بے حد غیب  
و غیبت کا ان تھیں پتا ہے۔

اور انیہا انہی شہر کریمہ الیہم عواصم کے حق سے تصدیق ہے۔ اگر ان کے  
پر شہادہ ان تصادم و تنازع کو دیکھ کر اسے حق تعالیٰ سے پوچھ لے گا کہ  
اس کی طاقت تصادم و تنازع کو دیکھ کر کلام کی نسبت بخیر و اعلا و برتر قرار  
دے لے کہ یہ اس کی شان و سی و شہادوں سے نا آشنا ہونے کی دلیل ہے  
اور جو حد میں کسی طور حدوں کے حد میں دست۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک  
کم اور کم دانہ کی کیا بول کر وہ اپنی قوت تصادم و تنازع میں بحر کلام سے متعلق  
کرے۔ اور اپنے اہل کلام و شہادوں کے لئے اس کے بحر کلام کے اہل کلام کا پائے  
سے۔ اور خود عید کے لئے اور سب کے لئے بحر میں جسے رشتہ کو سہرے  
نہیں۔ بلکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کلام و شہادوں سے وہ اپنے حدوں کو  
دیکھنے والوں کے لئے بحر کلام کے شہادوں کے لئے بحر کلام کے لئے بحر کلام کے لئے  
بحر کلام پر پہنچے ہیں اس کے۔ عین اسے آشیا ہوئے کو معلوم ہو گیا کہ  
ان کا نظام اپنی اور حق اکل ادب کے لئے ہے۔ اور ان کا نظام اپنی  
سیاست و مصلحت و مصلحت کے لئے خواہ وہ عبادت و طاعت و شہادت و شہادت کی  
یکسوئی کی وجہ سے تصادم و تنازع میں نہ ہو۔ اور ان کے لئے بحر کلام کے  
انہی و اگر ان کے لئے بحر کلام کے لئے بحر کلام کے لئے بحر کلام کے لئے بحر کلام کے لئے









عرب کے سردار تھے اور ہر طرح کے نیکی کاروں میں شہادت و وقار اور فرائض  
 اور علم و حیا کا شکر۔ جن کی شہادت پاک سے نبی آخر الزمان پیدا ہوئے۔ اور  
 نسل شریف سے رسول خدا پیدا ہوئے۔ حضور صلعم کہ ایسی قوم میں نبوت و نبوت  
 کا جو عہد یا زمانہ اور ان کو دین اسلام کی طرف بلانا۔ ان کو باپ و داد کے دین  
 شرک و بت پرستی سے منع کرنا۔ اور توحید کی ترویج کے لئے انہوں کو قتال  
 ہونا۔ قتال کرنے بلکہ ضد و عناد کے چہرے پر ان کو آمادہ کرنا۔ اور انکو عیاشی  
 و بدعتی۔ اور کبر و نخوت سے روکنا۔ ان کی ہر ایک نشست و برخاست میں غل و دینا  
 اور ان کی چھٹی چھٹی باتوں میں بھی توجہ دینی اور توحید کی ترویج۔ ان کے خود و فوٹ  
 و پس و پوش میں خدا تائی کا وسیلہ و اعتبار کرنا۔ اور کچھوں۔ بازاروں و شہر و  
 فرادوں میں ان کو احکام الہی سنانا۔ کوئی آسان کام و سہل اور سہل معاملہ  
 تھا۔ بلکہ ہر ایک۔ بات و طرح طرح سے بھڑکے۔ اور ہر ایک کام پر ہر وجہ  
 لگائے۔ اور حضور صلعم کے برخلاف انہوں نے سارا شہر کس۔ اور ان کی ایذا رسانی  
 کی باجہ شور سے لئے۔ گرد ہوں کے گرد اس سید پرار کے قتل و قاتل کے  
 سر پہ پھوسے۔ اور انہوں ہوں کے منہ و منہ اندام کے لشت و خون کے پیاسے  
 ہے۔ اس نبی آخر الزمان کے لئے والدین میں سے کوئی قابو میں نہ آتا تو جان  
 سے مار ڈالتے۔ اور اس ختم الرسل کے جان نثاروں میں سے کوئی ہاتھ لگا  
 جاتا تو یہی طرح سے قتل کر دیتے۔ ہر طرح حضور صلعم کو طرح طرح کی تکذیبیں دیاں۔  
 اور دیکھ دیکھ کر کہے۔ اور ان کے قتل و قتل کے لئے ہزاروں پیسے بنائے  
 گئے۔ کامیاب نہ ہوئے۔ اور اشاعت دین میں ان کے لئے ہر وجہ سے مدد دے  
 گئے۔ ان کے ہر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تیرہوں۔ نوادوں کے وار چلائے۔ مگر  
 انہوں نے نہ لگے۔ نہ لگے۔ اور ان کے چاہنے سے انہیں کوئی اور نہ ہوا۔

[illegible]















لائیں۔ اور دنیا میں اگر اس کا زمانہ پائیں۔ تو اس کی شریعت کی پیروی کریں  
اور اس کی مدد کریں۔ خواہ تنکار چلا میں۔ سرکنا میں۔ یا زبان سے بد و فساد  
سنائیں یا اس کی شریعت کے احکام پر عمل کر میں۔ یہاں کہ حضرت عیسیٰ ابن  
مریم بھی آسمان سے اترے تھے تو سب پیشانی حضور مسلم کے شریعت کی پیروی  
اور احکام پر عمل کر رہے تھے۔ اور خود بھی عمل کر کے دین اسلام کی نصرت کر رہے  
اور اگر زمانہ نہ پائیں تو اس کا نوکر جیل حق آگے لے لے اپنی منزلت کا پورا کرنا  
انجیل وغیرہ میں لکھا ہے۔ اپنی اپنی قوموں میں پہنچیں۔ اور ان سے اس کے  
ساتھ ایمان لانے اور نصرت کرنے کا وعدہ لیں۔ پوچھا یہ کہ اس کو احراز  
نہنجا جائے۔ اور ان کو قیام دیا جائے کہ تو کہہ دے۔ اے لوگو! میں تم سے  
پاس اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
جیتے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور مسلم سب کے نبی اور سب کے  
رسول ہیں۔ اور دوسرے انبیاء اپنی اپنی قوموں کے نبی تھے۔ اور سب مصلحت  
وقت و مصلحت قوم ان پر کیا ہیں انہیں نہیں۔ اور ان کتابوں کے احکام پر  
عمل جو تار و جب حضور مسلم کی نبوت کا زمانہ آیا۔ تو ان کو اپنی نبوت کے ظاہر  
کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ اور نہ ضرورت۔ جیسے ستاروں کو سورج کے نکلنے  
کے وقت اپنے نور ظاہر کرنے کی نہ تھی گنجائش ہوتی ہے۔ اور نہ ضرورت۔ اسی  
طرح جب تاریخ الکتب و ماہی اہل کتاب قرآن کریم کا مایع ہو وہ طبق  
میں چمک نکلا۔ تو باقی آسمانی کتابیں نہ صرف زمین سے بلکہ آسمانوں سے بھی  
شاموں کی طرح چھا دی گئیں۔ پس لامحالہ حضور مسلم کی ذات آقا و خاتم  
النبیین کے آگے اور خاتم النبیین کی نزول و بارگاہ کے نمود کی گنجائش ہی نہ  
ہوتی۔ افسوس قابل رحم کو کہ یہاں یہ ظاہر نہ کر سکتے تھے۔

اس نے حضور مسلم خاتم النبیین کے صدیق شیعہ بنے۔ اور ان کے  
شب و کچر پر اہل اوثان کے واسطے تو ایسی نبوت و رسالت الی الملک کی آواز  
و ضرورت۔ اس نے ان کی کتابیں منسوخ و بدل دی گئیں۔ پس حضور مسلم سب  
کے لئے دین کے آفتاب ہوئے۔ اور سب کے رسول بن گئے۔ اس لئے  
حق تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اللَّهُ بَارِئُكُمْ تَمَامًا مِنْ بَاطِلِ مَا يَفْعَلُونَ  
زمانہ کے سورج تھے۔ اور ان کی شریعتیں ان کا نور و مغرب تھیں۔ اور  
ان کا نور بھی کہ نور ہو گیا۔ اور حضور مسلم وہ آفتاب ملک اب ہیں کہ جو غروب  
نہ ہوگا۔ تمام ہر دور کے زمین پر اہل اوثان و الہوت۔ تمام ایمان کو منور کیا ہوا  
علم احکام کے سورج ہیں۔ عالم ارواح کے سورج۔ عالم مثال کے سورج۔ اور  
توبہ کے سورج۔ اور دوسروں کی طرف مغرب ہو گئے ہیں۔ اور نہ  
مغرب ہونگے۔

اَفَلَمْ تَشْعُرُوا اُولٰٓئِكَ وَمَعَنَا اٰیٰتُ الْفَصْلِ لَقَدْ قَرَّبْنَا  
وَهَٰذَا بَيِّنٰتٌ وَّهٰذَا هُدًى ۙ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
میں جو نصیر و نوح مذکور کتاب و کتاب مجبور ہے۔ کہ جس کی طرف عاید ہے۔ قرآن  
کی طرف۔ جو حضور مسلم کے زمانہ میں حضور مسلم کی زیارت سے شرف و یاب  
تھے۔ خواہ مسلم۔ خواہ غیر مسلم۔ کا تمام کتابت۔ یا صرف مسلم اہل خطاب ہیں۔  
لا غیر۔ اگر صرف مسلم ہیں تو غیر مسلم کفار کے لئے بھی کوئی خطاب ہوگا۔ یا  
نہیں۔ اگر ہوگا۔ مگر دوسرا تو یہی مطلب ثابت۔ اگر وہ قطعاً خطاب کے  
نیچے نہیں ہیں۔ تو یہ خلاف عقل و نقل ہے۔ پس لامحالہ مسلم غیر مسلم سب  
اس خطاب کے نیچے ہی ہونگے۔ اگر ہونگے تو صحت نبوی ہو گئے۔ یا ورنہ  
فی الصلوٰۃ علیہم الی یوم البعث بھی۔ اگر حق فی الصلوٰۃ علیہم الی یوم البعث



میں توجیب ہم ان کے خارج عن الخطاب ہونے سے خبر نہیں دیتے تھے۔ اور  
ان کے لئے کسی دوسرے نبی کے بیٹھنے سے مطلع کئے گئے۔ تو  
ہم جس طرح ان کو اس خطاب سے خارج قرار دے سکیں گے۔ اور کس طرح  
دوسرے نبی کی بیٹھنے کے قابل ہو سکیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انہی میں  
ہونے سے خبر دینے کے ہیں۔ پس ناچار یہ خطاب حاضرین کے لئے نہ ہوگی کے  
ساتھ بھی مخصوص نہیں۔ بلکہ من فی الاسلام کے لئے بھی ہے۔

سوال: من فی اسلام کو منیر فرج مکر حاضر کے مدلول پر کس طرح داخل کیا  
جاتا ہے۔ حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باقیار زمانے کے بعد تیار کئے گئے ہیں۔ اور  
وہ اپنے زمانے کی ہجرت کی وجہ سے غائب کے درجے ہیں اور ان پر بسبقہ انکار  
مخاطب ہونے کی استعداد نہیں رکھتے۔

جواب: من فی اسلام الی یوم القیامۃ بھی یا تو حسب تو سطر ابائکم و اولادکم  
حاضر ہیں۔ اس لئے مخاطب کئے گئے ہیں۔ اور یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ حسب نظام  
دنیا میں صورت حیات پائے چکے ہیں۔ مگر باطن میں الہی کی غیر مشغور یہ حیات سے  
نہ ہیں۔ اور بسبقہ نبوت سابق عالم۔ کیا حقیقی ہو افسوس۔ اس لئے کل من  
بیشیرو من کتم احد ما فی عار الذلہ۔ اگرچہ بالفعل غائب ہے۔ مگر بالقوۃ  
حاضر۔ شیخ الحدادی و اولاد القوۃ۔ اور وجہ الخطاب البیضاء کا لفظ انصاف و انصاف  
و انصاف لہم۔ قرآن کریم جو غیور نیست او ایام القیامۃ او الی ما شاء اللہ لعل  
ہے۔ جس سے توجیب جنوریت ملتا رہے گا۔ اور تمام کائنات قرآن مجید کے حاضر  
کسی جاگی۔ بحسب قول کے حدیث اللہ و حقیقت علم او الامین و الاخریہ  
حسب تعاضلے قولہ تعالیٰ (و انزلناک ظاہراً و باہراً) سب کائناتیں انقباض  
حاکم یا اعتبارات الہم حاضر ہیں۔

سوال: ایک کلمہ خطاب حاضرین و من فی اسلام کی طرف ہے یا  
ان کی طرف بھی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل پیدا ہوئے۔ اگر خطاب من قبلہم  
کی طرف بھی ہے تو من قبلہ کی طرف کس طرح عاید ہو گا جبکہ مخاطب بسبقہ  
وہم الفاعل کا تقدم زمانی مخاطب بسبقہ ہم المقول سے یاد و نون کی حقیقت ان کی  
ہونا ضروری ہے ورنہ توجیب خطاب الی الخطاب غیر متصور و غیر ممکن ہے  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھنے کا منیر سے نہ متقدم الزمان ہے۔ نہ منقذ الزمان  
پس ان کی طرف توجیب خطاب کی کیا صورت ہوگی۔ اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
شرائع کا علم کیسا ہو گا۔ اور ان کے لئے بھی وہی شرائع ہونگے۔ جو کتاب  
وصفت اور اجتماع امت۔ و قیاس مجتہد کے ثابت ہوتے ہیں۔ یا کوئی اور  
اگر وہی شرائع تھے تو ان کا میل کون تھا۔ اگر کیا اساتین تھے تو میں  
معلوم ہے کہ وہ اصول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کو متقدم تھے ہیں۔ مگر تمام فروع میں  
نہیں۔ تو پھر وہ انبیاء شراعیہ کے بسبقہ کیسے ہو گئے۔ جب شراعیہ کے وقت  
و حسب السمت اور تھے۔ اور انبیاء بھی اور۔ تو کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت  
من قبلہ کے لئے بھی ہوئی۔ اور کس طرح ایک کے خطاب میں من قبلہ بھی داخل  
ہو گئے۔ اور اگر من قبلہ بھی تھے ایک خطاب میں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رسول  
بھی ہیں تو اس کا کیا ثبوت۔ اور اس پر کیا دلیل۔

جواب: مسئلہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمجاہد بیٹھتے حاضر کے امام یا منیر سے غیر متقدم و اول  
و غیر متقدم الزمان ہیں۔ مگر تسلیم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمجاہد خلقت و باعتبار شرف  
بالنبوت و الرسالۃ فی علم اللہ تعالیٰ و قدرہ و فی غیر مقام الزمان ہیں۔ مگر نہ کہ ہاں  
ان قرآن و احادیث سے حج قویہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدم زمانی و لونی  
علم اللہ تعالیٰ و قدرہ۔ اور حسب القیاس و بحسب بیٹھنے والی دنیا پر حال میں باور



ہیں۔ توجہ ہم ان کے خارج عن الخطاب ہونے سے خبر نہیں لیٹ گئے۔ اور  
ان کے لئے کسی اور مسئلے نئی کے مبعوث ہونے سے مطلع کئے گئے۔ تو  
ہر کس طرح ان کو اس خطاب سے خارج قرار دے سکیں گے۔ اور کس طرح  
دوسرے بھی کی بابت کے قابل ہو سکیں۔ بلکہ حضور صلیم کے خاتم النبیین  
ہونے سے خبر دیتے گئے ہیں۔ پس تاہم یہ خطاب حاضرین زمانہ نبوی کے  
مراقب ہی مخصوص نہیں بلکہ میں فی اصلاح ہم کے لئے بھی ہے۔

مسئوال۔ میں فی اصلاح کو منبر پر نہ کر حاضر کے مدلول میں کس طرح داخل کیا  
جائے۔ حالانکہ وہ حضور صلیم سے باعتبار زمانے کے بعد تیرے رکھتے ہیں۔ اور  
وہ اپنے زمانے کی حدیث کی وجہ سے غائب کے جیسے ہیں اور غائب بصیغۃ الخطاب  
خطاب ہونے کی مستعد او نہیں رکھتے۔

جواب۔ میں فی اصلاح ہم الی یوم القیامۃ بھی یا تو بحسب توسل یا ہم واحد اور  
حاضر ہیں۔ اس لئے میں خطاب کئے گئے ہیں۔ اور یا حضور صلیم اگرچہ حسب نظام  
وہابی صورت ثبات کا چکے ہیں مگر باطن میں ہماری غیر مشغور بہ حیات سے  
نہ ہیں۔ اور سبغ فیہ صلیب عام۔ کہ حقیقی فی مواضع۔ اس لئے کل من  
حضور من کم احدہما فی حالہ دنیا۔ اگرچہ بالفعل غائب ہے۔ مگر بالحقۃ  
حاضر ہے۔ فی حدیث احمدی۔ اور بالحقۃ۔ ووجہ الخطاب الیہ کا لفظ حاضرین بالفعل  
انہی من ہم قرآن کریم۔ ہم غیور بیت الی یوم القیامۃ۔ اولی ما شام اللہ  
ہے۔ جس سے تربیت ہوئے فنا ہوئے۔ اور ہم کہ ثبات قرآن مجید کے حاضر  
کسی حالت میں۔ اس سبب ہم اس حدیث الی یوم القیامۃ والآخرین والاولیین  
حسب نظام ہے۔ تو کہ تمہارے ان کہ تمہارے شاہد اس سبب کو ثابت کیا گیا  
ہے۔ ہم! باعتبار احوال ہم حاضر ہیں۔

مسئوال۔ ایسکے کہ خطاب حاضرین ومن فی اصلاح ہم کی طرف ہے یا  
ان کی طرف بھی ہے جو حضور صلیم سے قبل پیدا ہوئے۔ اگر خطاب ان قبلہ  
کی طرف بھی ہے تو من قبلہ کی طرف کس طرح عاید ہوگا جبکہ خطاب بصیغۃ  
ہم بالفعل کا تقدم زمانی مخاطب بصیغۃ ہم المنقول سے باوجود ان کا منافی الزمان  
ہونا ضروری ہے ویدونہ توجہ خطاب الی الخطاب غیر مستصحب وغیر ممکن ہے  
اور حضور صلیم کی بعثت اہم باضیہ سے نہ متقدم الزمان ہے۔ و نہ منافی الزمان  
پس ان کی طرف توجہ خطاب کی کیا صورت ہوگی۔ اور ان کو حضور صلیم کے  
شرائع کا علم کیا ہوگا۔ اور ان کے لئے بھی وہی شرائع ہونگے۔ جو کتاب  
و سنت اور اجماع امت۔ و قیاس مجتہد سے ثابت ہوتے ہیں۔ یا کوئی اور۔  
اگر وہی شرائع تھے تو ان کا مبلغ کون تھا۔ اگر انہی آما یقین تھے۔ تو اس  
معلوم ہے کہ وہ اصول میں حضور صلیم سے کو متفق رہتے ہیں۔ مگر تمام فروع میں  
نہیں۔ تو پھر وہ انہی اشراف مجتہد کے ہتھ کیے ہوئے۔ جب شرائع حسب الوقت  
و حسب المصالح اور تھے۔ اور انہی انہی اور۔ تو کس طرح حضور صلیم کی رسالت  
من قبلہ کے لئے بھی ہوگی۔ اور کس طرح ایسکے کہ خطاب میں من قبلہ بھی داخل  
ہونگے۔ اور اگر من قبلہ بھی شریک خطاب میں۔ اور حضور صلیم ان کے رسول  
بھی ہیں تو اس کا کیا ثبوت۔ اور اس پر کیا دلیل۔

جواب۔ مسئلہ کہ حضور صلیم بطریق بعثت حاضر کے اہم باضیہ سے غیر متقدم الزمان  
وغیر منافی الزمان ہیں۔ مگر تسلیم نہیں کہ حضور صلیم بطریق ملکوت و باقیہ ارتشوف  
بالنیوۃ والرسالۃ فی علم اللہ تعالیٰ و قدہ۔ ہی غیر نظام الزمان میں۔ کیونکہ ہمارے  
ان قرآن و حدیث سے حج قویہ ہیں۔ جو حضور صلیم کے تقدم نہ مانی و لونی  
علم اللہ تعالیٰ و قدہ۔ اور حسب الحلقۃ۔ حسب البشیرۃ فی الدنیا پر حال میں باور



جو کے ویزا میں مقرب ہوئے سے تمام اہم ماضیہ اپنے انبیاء کے اعلام سے خبر پاتے آئے۔ اور ان کی کتابیں حضور صلعم کے نبوت شریف سے معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہ مقدمہ مالی نہیں تو کیا پس ایک خطاب سے یہ حاضرین زمانہ بعثت میں فی اسلام الی یوم القیامہ کی طرف ہے۔ ولیدان کے لئے بھی جو بعثت کے زمانے سے پہلے واقع ہوئے ہیں۔ اور حضور صلعم کی رسالت کے پہنچنے کی سورت ان کی طرف یہ ہوگی کہ انبیاء کرام بقول کو رب معلومت زمانی کتاب یا سجد اور چند صحرائے صحرائے کتب نہ بجزات بلکہ پیرونی کتاب سب ان کا حکم دیکھ سچا جائے۔ اور ان کے ذریعے حضور صلعم کے صفات پاکیزہ و حالات لطیفہ سب امتوں کو سنا کے پائیں۔ اور ان سے ان کے انبیاء کی وساطت سے عہد و پیمان لیا جائے۔ کہ اگر وہ حضرت سید الانبیاء محبوب العالمین کی بعثت کا زمانہ پائیں تو ان کے ساتھ ایمان لائیں۔ اور اس کی نصرت کریں۔ اور حضور صلعم کے شرائع و احکام جو جب معلومت وقت و معلومت قوم۔ سابقہ کتب سماویہ میں رکھے گئے تھے۔ اور سابقہ اہم کے لئے وہ شرائع نہیں ہوئے جو بعثت خوش نصیبی و سعادت انبیاء کی تھی۔ حتیٰ ان کے لئے رفیع کفایت و رفیع مشقت کے لئے حضور صلعم کی بعثت کے زمانے سے شرف یاب ہوئے والوں اور ان کی امتوں کے لئے قیامت تک مقرب کئے۔ اور اہم سابقہ ان کو فضیلت دے کر ان عنایات و اطاف سے انہیں کو تشارف سرفرازیہ لایا۔ اور وہ چند شرائع میں تکرار سے کئی دلیل از و ہم میں دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ایمان و ایمان و بچ لیں۔ اور دوسرے انبیاء کے شرائع کا حضور صلعم کے شرائع سے منسوب و جہ قیام میں نہ کہ اصل میں جب معلومت وقت و سعادت قوم معلومت ہوتا۔ متافعی خطاب انہیں انہیں انہیں ہے۔ جب کہ ہم دلیل کوئی سے ثابت کر سکتے ہیں

کہ انبیاء سے حق تھا کہ اسے برہنہ متافعی حضور صلعم کے ساتھ ایمان لائے اور نصرت کرنے کی بابت پختہ عہد و پیمان لیا ہے۔ اور وہ اپنی اپنی امتوں کو حضور صلعم کے صفات پاکیزہ کتب سماویہ سے متذکران کے زمانہ بعثت کے پائے پر ان کی کتابیں لائے اور ان کی مدد کرنے کے لئے ان سے عہد و پیمان لیتے آئے ہیں۔ اور یہ بات من قبلہ کے شرک خطاب پہنچنے اور بالو اخطات مجتہد کے شمار میں آئے پر کافی دلیل ہے۔ و نیز احادیث مستبرہ سے ثابت ہے کہ اگر موتے وغیرہ نبی میرے زمانہ بعثت کو پاتے تو ان کو اپنی نبوت و رسالت کے ظاہر کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ بلکہ ان کے لئے سیرت شریعت کا تابع ہونا ضروری ہوتا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء حضور صلعم کے نائب ہیں۔ اور ان کے شرائع حضور صلعم کے شرائع کے نائب۔ کیا انہیں دیکھنا کہ متافعی شوریہ کے نائب ہیں۔ اور ان کا طلوع بالانبیاء۔ اور ان کا طلوع کے نور سے نائب۔ اور اس کا طلوع بالانبیاء ہے۔ اور اصل مستلشیں تشریفات و کوہی جاوہ ہدایت حضور صلعم ہیں۔ اور یہ بات قرآن عقل ہے کہ نائب کی ضرورت من الیایہ امت کے حاضر ہوئے تاکہ ہے۔ جب خود ہدایت ہوئے تو نہ خلق اللہ کو حضرت ہوئے و حضرت جینے کے مشقل نہ ہونے کی ضرورت اور نہ خود انبیاء کو اپنی شریعت کی ترویج کی ابدیت و ضرورت۔

مسوال اگر اصل ولایت لہم بحکم النبوة والمرسلات حضور صلعم کے لئے ہے۔ اور دوسرے انبیاء کے لئے بالانبیاء۔ تو حضور صلعم سب سے پہلے لوگوں میں بعثت ہوئے۔ بہت سے کچھ کیوں ہوئے۔ اور دوسرے انبیاء ان کے پہلے آئے۔ پہلے کیوں آئے۔ اور حضور صلعم کے بالانبیاء بالنبوت و رسالت ہوئے۔ کوئی نشان روشن ہو گا جس سے سب کوئی کچھ لیا اور ان



کہ نبوت کے اصل الٰہوت رہتے ہیں کسی کو شبہ نہ کہتے رہتا۔

جواب۔ یہ شک و شبہ اصل الٰہوت کے مرتبہ الٰہوت والہ رسالت حضور صلعم کے لئے ہے۔ اور دوسرے انبیاء کے لئے بالنبیۃ عن۔ اور حضور صلعم اس لئے سیانہ سے پہلے نبوت ہوئے کہ حضور صلعم کا اقصیٰ الغایات مرتبہ سب پر ظاہر ہوئے۔ اور ان کے شرف و شان کا سب سے زیادہ رتبہ۔ سب پر نمایاں اس صورت سے تھا کہ انبیاء ان سے پہلے نبوت نبوت آئیں۔ اور ہر تہذیب و رسالت جلدہ افزہ ہوئی۔ اور ہر ایک قوم کو اپنی ہدایات اور امتدادات سے شرف بخشیں۔ اور اپنی اپنی قوموں کو راہ حق و سبیل نجات دکھائیں اور حق تعالیٰ سے طرح طرح کی آزمائشیں الٰہی پر آئیں۔ اور وہ لوگوں سے قساقسم کی ذمہ داریاں لیں۔ اور ان کی قومیں راہ راست پر آئیں۔ یا راہ راست کو صحیح لیں۔ صواب و ثواب کی راہ پر چلیں۔ یا عقاب و عقاب کی سزا وارہیں انبیاء کے شرف و احکام پر عمل کر لیا نہ کریں۔ اور ان کے نصیح آئین و شرف کھاتے ہیں۔ یا نہ سنیں۔ اور ہر ایک پیغمبر کی نزالات حق گوئی کے شیفہ بنیں یا نہ بنیں۔ اور ان کی حق تعالیٰ کی قدر کریں یا نہ کریں۔ اور ان کے اوامر و نواہی کو چھوڑ دیا نہ چھوڑیں۔ اور ان کو راہ حق کا رہبر بنیں یا نہ بنیں۔ اور حضور صلعم کے تعویذ و نصیحتات کا کینہ اپنے انبیاء کی زبان سے سنیں یا نہ سنیں۔ اور مستغفرین و شہیدان بنیں یا نہ بنیں۔ اور غدا اب و الٰہی۔ یا اگر امت خدا کی کے مورد و وسیعہ ہوویں۔ یا نہ ہوویں۔ تہذیب و تمدن کا جلوہ دیکھیں یا نہ دیکھیں۔ مشاہدہ الٰہی الٰہی کر لیں یا نہ کریں۔ اور سب سے آقا و نبی رسول الٰہ صلعم مبعوث ہوویں۔ یا نہ ہوویں۔ ان کے بعد خدا و الٰہ کو شرف و بزرگوں بخشیں۔ اور لوگ ان کے احکامات کے مطابق۔ اور ان کے انبیاء کے حکامات سنیں۔ اور ان کی سزاوار

سے خبر لادیں۔ اور انبیاء کی شک و شبہ و دعا کے آگاہ ہوویں۔ اور سب اہل امتوں کی برادری کے بواہت معلوم کریں۔ اور ان کی نافرمانی و سرکشی کے نتیجہ پر غور کریں۔ انبیاء کی جلالی یا جمالی طبائع کی خبریں پائیں۔ اور ان کے مشروعات و غیر مشروعات کی شدت و مشقت ہمہ میدان و عصریں۔ اور ہر پھر حق آخر الزمان صلعم کے میامن و برکات کی اندازہ نگاہیں۔ اور ان کے عطوفات و عنایات کا انبیاء و سائقین سے مقابلہ کریں۔ انبیاء کے اقوال و افعال کو دیکھیں۔ اور حضور صلعم کے حرکات و سکنات کا موازنہ کریں۔ انبیاء کے زہد و طاعات کے بیانات سنیں۔ اور ختم الانبیاء صلعم کے دستور العمل کے ناظر بنیں۔ دوسرے پیغمبروں کے کمالات کے حکایات پائیں۔ اور ختم الانبیاء صلعم کے فضائل و درجات کا تقابل نگاہیں۔ اور حضور صلعم کو جمع کمالات اولین و آخرین پائیں۔ اور

”آپچہ وارندہ ہمہ خوباں تو تنہا دارکی“

سے مخاطب بنائیں۔ اور آخر آمد یوسف الاولین کا مصداق پائیں۔ اور تقیم مثال انبیاء کے بعد اس خوب شیب کے طلوع سے خوشیاں منائیں۔ ہذا

تظہیر و لپٹائی۔ ایک عظیم الشان بادشاہ کے ہاں ایک حسین بے جس کے حسن و دل افروز کے تھے کہ وہ جہاں تاب شہر مند و شہر سار۔ اور جس کے ہر چہ چہ انعام کے سامنے ہر چہ آفتاب تہذیب و تہذیب جہاں نور و کھلتے۔ تو محبوبان عالم کے دل بھرتے۔ اور جب روح روشن سے نقاب کھولے۔ تو لاکھوں اور کروڑوں سے صبر و قہر کھولے۔ محبوب کا یہ تہ جمال ہے۔ یا کر شہر طاعت و نوا لہلال۔ اس کی طاعت سے ماہ کنعان کی صباحت کا ماحول اچھا سے چھوٹے۔ اس کی قدر و تہامت دل بہا کے شہر سے سو ہی ہو



جگر چھوٹے یہ ہیں اگرچہ جو حسین ان عالم سے فانی ہے۔ اور تمام مخلوق کی  
کے دل کی شائق۔ مگر اس کے وجود و باوجود اور حسن و جمال و سعادت سے صرف  
شاہ جہاں پناہ مانجی۔ اور تمام جہاں و جہانیاں کے خیر و برکت و شادمانی کے لیے  
محبوب و مستحق و مہربان ہوتا۔ اور اس کے درگاہ پر ہر گراں بہا سب سے  
منزلت ہے۔ اس لئے وہ اپنی عمر و عالمگیر ملکات و فرماں پذیر سے لاکھ بکری تعداد  
اس حسین لائیت۔ اور سب کو تاج کرامت و فخر و شرف پہنا تا۔ سب کو اپنی قبولیت  
خاصہ کے جہان و کائنات و دنیا ہے۔ اور سب کو اپنے خاصان و درگاہ کے علائق  
بخشت۔ پھر ان کو ان گدہوں میں فکر و نیازت نشان بناتا ہے۔ جو سب کی  
دونوں ہی دولت و غلظت کے شاہ جہاں پناہ کے احکام سے بے خبر ہیں۔ اور  
اس کے تہذیب و فرمان چوڑے سے بے طرف۔ اور ان کے ذریعے اپنی رعیت میں  
ہر ایک گروہ کو پیغام بھینچتا اور حکم سناتا ہے کہ یہ میرا محبوب ہے۔ اور میں نے  
اس کو وہ نور و حکومت بخشا ہے کہ تم سب کے سب اس کے مقابلے سے  
عاجز ہو تم اس کا کھانا اور اس کو میاں پیارا خانو۔ اور میں تم سب کو ہموں کے  
پاں نیاب الہیہ سب بھونگا۔ جو عجب و بول کا محبوب اور ان سب کا محبوب ہوگا  
اس کا نذرانہ سب کے نور سے زیادہ۔ اور اس کی مہربانی ان سب کی مہربانیوں  
سے زیادہ۔ اس کی شرافت کرنے اور اس کو دوسرے میں تم سے علیہ کیا  
یہاں تک کہ نصرت و معاونت کا دوسرا پہلا امانت ہے کہ اس محبوب بشر  
کو جیسا۔ جو ان سب کے لئے و ہوا ہے۔ اور جس نے تو ترغیب دیا۔ اور اس کا سب  
سے آخر کار اس کے انعامات و لاکھوں نیکیات کے ساتھ بھیجے سے تصدیق  
ہوگا کہ اس کے لئے لاکھوں جہنم کے عمل و اعمال کا نظارہ کہ جس کے یہاں  
کے من و دل کے حالات میں چکے ہو گئے۔ تو قدرت کہ وہ حسین و فانی

کو اس شاد و باں و آفتاب عاشقان سے مقابلہ دینے کا ارادہ کر لیا اور اس کے  
کے اعجاز کے قابل ہو گئے۔ اور اس کی سب سے زیادہ قدر کر گئے۔ اور اس کے  
نظارہ ہونے سے پہلے دوسرے عہدوں کی بیانی اس کے من جان کشا کی  
حکایات سے شکر شائق رہ گئے۔ اور جب یہ نظر ہو چکا۔ تو اس کو آفتاب  
سخت و تاب طلعت مان کر اس کے نور کو آفتاب کی طرح جہاں فرشتے  
اور اس کے ماننے والوں کو سعادت اندوز بنائے۔ اور اس کو اپنی رسالت  
عامہ کی تبلیغ میں مخاطب بخطاب قل یا ایہذا الناس انی رسول اللہ  
جیبعا۔ ترویل سے مانینگے۔ ہذا واللہ قولے اعلم۔  
رسم المذبح تھا۔ لَقَدْ جَاءَكَ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ ذُنُوبُهُ  
سَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَخَيُّوهُمْ وَأَقْبِرُوا عَنْهُمْ فَقَالَ لَمْ أَجِئْكُمْ  
بِشَيْءٍ مِّنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولُوا إِنْ جِئْنَاكُمْ  
بِآيَاتٍ مِّنْ دُونِ هَذِهِ قُلْ فَأْتُوا بِآيَاتِكُمْ إِن كُمْ رِشَاقٌ  
مِّنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ إِن كُمْ رِشَاقٌ مِّنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ إِن كُمْ رِشَاقٌ  
مِّنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ إِن كُمْ رِشَاقٌ مِّنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ











ہوتا ہے۔ اس لئے نام سے اس دم صدور یا مکہ ہے۔ جب یسا اور محمد دس کریں۔  
 جس کی کڑک اور ایک نالدا و حقیقت کا اس میں خیر مینا اور ہولہ کے لاد کیا  
 کے ہاں، مکی حقیقت ذات عورت اور افتد اعقدا کو اس کی صفت پر میرت  
 کر جیسا سے مقصود و اظہار الاعجاب میں اور ک المجاہد انشاء ہوتا ہے۔  
 وقد اختار اخبار الاعجاب المصنوع المکملہ الاستغاثی ہذا الموضع لان  
 فیہ افتد لغت میں المبدع الحقیقی الذی من ابن اعدہ تبدی انکار۔ وہن  
 اختراع شیا من حیادہ فہلہ الیہ الذی لہ فہو مہجنا نہ ولغات احمدی  
 بان سبب الیہ حمد من ہمیل القلب الی حمد علی الاختراع و یطیل اللہ ہن  
 بالاسامع ہمدہ علی ایجادہ بالاسراع۔ لیس احد من خلقہ الا الیہ  
 و شئی مما یعینہ فی الاختراعات و یجیبہ فی الاجابات۔ فہن اھو  
 الذی سبب نفس علی الاسرار فی الذیلۃ العظمیٰ و یعد اصطقیہ من  
 الانبیاء و تفسیریہ لیس تسبیح المسبحین من خلقہ۔ لی تسبیح من سبہ لہ  
 المسبحون من ملکہ تسبیح خلقہ بالشیئۃ الی تسبیح کاو فی فطرۃ فی الحوا  
 ی فی شرمہ فی الصغیر تسبیح الخلق یحدا و یجدا فی ماہیتہ۔ و تسبیح لعلہ  
 خار احسن القیاس درک ہو یتدہ تسبیح الخالق لفظہ عجرات ہون درک  
 لکیم۔ و تفسیر و تفسیر ہا اوقات جلا لہ العالم تسبیح لعلہ الی سبہ  
 فی حرمہ و انشاء لکات و تسارع الی اھامہ الملوک لولہ یتدہ اللہ شقہ  
 و اھو لہ شیں من خلقہ فہو سبب فناء فی اھو فہو و ملکوتہ و جبروتہ  
 و سبب سبب لک لک فی ملک۔ پس فی قائلہ کی اس شان کی تسبیح ضرور  
 ہے کہ جب ہم پہچان کی پائیل عداوت ہو۔ اور جس کی مثال کہہ کر گئے  
 سے خلق و تفسیر ہا حرمہ و تفسیر ہا سے کسی یکسا کہ وقت ہا کہ لک ہا

غیر شہادت کا ظاہر ہونا۔ وہ اعجاب و عزالت نہیں کہتا۔ اور وہ قاتر  
 و سرایت۔ کہ اس سے کوئی مالک نہ ہو اور خدائی و قابض اعز و ہوا ات  
 افراہی اس کی نہ رت و عزالت کے ممکن کی قلوب خلق بنائے اور اس کے  
 ہونہ و اتی کے جلا و صفا کی عقیدت بڑھنے کے لئے اس چیز عیاں کے اعجاب  
 پر کھمبہ تسبیح زبان پر لکے۔ اور اس کی تمنا شام کی حفظہ کی خراسی کے لئے  
 سب کو گماٹے پس کیا خیال ہے۔ اس ذات عدا اسمہ کے حق میں جس کے  
 شہادت مہجرات ہرگز ہرگز ہی ہدا حصا و امتہ سے تھام نہ اور جس کے  
 صانع و ہلال جیٹ افکار و دائرہ ایسا سے متصا ہے۔ اس کے اعجاب  
 قدرت لغتہ نہیں کہ کوئی و یکجہ سکے۔ اور نہ کہ کوئی گن سکے۔ پھر ایسے  
 کہ ہزاروں سیانے ہر طرح سے سرائیں ان کی نظیر پائیں۔ اور لاکھوں  
 مثلاً تسبیحیں پائیں۔ آخر حیرت کی تاریکی میں رو کر چھوٹیں۔ وہ کس کس  
 آیت قدرت پر ظہر تسبیح چڑھائے۔ اور کس کس علامت کس تسبیح پر غرہ تفسیر  
 حواس ظاہرہ و باطنہ ان کے احساں و احوال کے لئے مرآت۔ اور  
 مرآت حواس اس کی پہلے تمنا قدرت کے ثبوت کے لئے سبجات ہو اس  
 میں جو سب کمالات کی جہت اور کام فتون کی بیاد و روحانیت و انیس سے  
 متفرع و متعارف انیس سے متفرع۔ کمالات دولت دنیا و اس سے مرقی  
 منازل دولت عقیقہ حواس سے مرقی۔ حواس میں من کی دولت دنیا کی  
 اکیاویں بڑھیں حواس میں جن کے درجے ہو اور خدائی کی چوٹیں ہیں  
 حواس میں جن کے ترک و تارکے کہیں نہیں۔ حواس میں جن کے من میں  
 سے ہوئے اور نگاہی کی چوٹیں ہیں۔ اور ان میں سے ہی جن کے سبب  
 موجب و لا تسبب ہوئے۔ حواس میں جن کے ہاٹے و اشتغال و اراہ ہا











کچھ جہیں نہیں ہوا۔ اعجاز ہے جس کی نظیر اعصار و اصغار میں ملتی ہے۔  
 اصغر میں کی مثال اطراف و انکشاف میں غیر موجود۔ اعجاز ہے جس کے  
 سامنے اعجاز موسوی امر مہموم۔ و اعجاز سیلابی حقیقت مہموم۔ اعجاز  
 ہے جس کے آگے سچ کا رنگ نہ بکلا۔ اور دائروں کی عن کے اعتبار  
 اگر عصارے موسوی کا بقا۔ و بیضا کا عصارہ غیر فار۔ اور دم عیسے  
 کا دوام و احیائے مومن کے کا تجدد و قیام۔ اعجاز قرآنی و بیلاغت قرآنی  
 کی طرف فی الاقطار و الاعصار ہوتا۔ تو ہم ان کے اعجاز کو قرآنی اعجاز  
 کے برابر مانتے۔ اور صاحب عصار و صاحب احیاء کا شان صاحب قرآن کے  
 مساوی جانتے۔ جب اعجاز قرآنی ابدی غیر فار و اعجاز موسوی و عیسی  
 غیر ابدی غیر فار ہیں۔ لہذا قرآن سب معجزات سے اوپر و صاحب القرآن  
 پیغمبر تمام معجزات والوں سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رکے اور کھولے۔ وہاں اس نے ان کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ میں روبرو  
 انبیاء و کون و آخری ترجمہ نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو گمراہی کے لئے رحمت  
 ختم۔ اس واقعہ کی ترکیب بہ بیانات کتبائے سے اظہر من الشمس ہے کہ  
 حضرت رسالت پر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت ہر زمانے و ہر  
 قرن میں تمام اجناس عالم کے لئے رحمت ہے۔ اور انصاف ہی تو تم کے لئے  
 ہدایت ہے۔ لہذا لو کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی بعثت و رسالت سے یا تو مشرف  
 باہانت و زور و اہل بیتان ہو کر توجہ سے الٹی جھٹکتے۔ یا اپنی سرکشی و  
 خود بینی کی وجہ سے رسول کی رسالت کو اپنے حق میں باعث امتیاع الٹ کر  
 دنیا کی بازی ہار دیتے۔ یا کثرت کی غفلت و غیبت سے کس کس کی جھپٹے  
 اور کس کس کی بدعت میں جھپٹے۔ یا بعض طوائف سے غرق ہونے شروع کر دیتے۔

سے ہلاک۔ عداوت کا جس طرح سے برپا ہوئے۔ فرعون کی بدعتوں سے تباہ  
کئے گئے۔ بنی اسرائیل حبش کے روزگار سے ہارنے لگے۔ اس کے نتیجے میں  
کی شکل سے تبدیل ہو کر بند بنائے گئے۔ قادیان کی لڑائی کے بعد  
برکے علیہ السلام پر لڑائی فحش ہو گئی۔ ان کے لئے زمین عود کیا گیا جس کی  
علیہ السلام کے زمانے میں بعض بے اعتقادوں کی شیطانی بدعتوں کی  
دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بعثت و رسالت کے بعد جنت و عنت  
نہ تھی۔ بلکہ ان کی بعثت کے زمانے میں منکرین و رمدائے کفر سے  
اور عذاب الہی سے نہ صرف بے اعتقادان و کفار و مشرکین سے تباہ  
بلکہ وہ بھی و طبعی و اعمی و کفر و کفر و کفر و کفر و کفر و کفر  
میں آتے رہے۔ آسمان سے پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
آؤں سے زمین پر گر آئے تھے۔ ایسے مذہبوں سے نہ چھوٹے چھوٹے اور  
نہ بڑے تھے۔ انبیاء کی رسالت کسی کے لئے جنت نہ تھی اور کسی کے لئے  
عنت نہ تھی۔ جو حضرت محمدؐ کے لئے علیہ السلام کو یہ طرے و کفر و کفر  
وانت ہمارے شہید کرتے۔ تو بھی حضرت محمدؐ کے لئے علیہ السلام ان کے حق  
میں و عداوت۔ اور اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ  
تھے۔ و نشان نہ کے طور پر ان کی مخالفت کی۔ اور گونا گوں تقصیر عدا  
آئی۔ اپنے من سے مانجے۔ اور کتب اللہ کے مستحق و کفر و کفر و کفر  
حجرات و عداوت و اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ  
نے پھر اپنے نبی آخر الزمانؐ کو سب کے لئے رحمت بنا دیا تھا۔ اور  
کو رحمت کی پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
پھر حضرت محمدؐ سے جب کہ سائنس اسلام پر دم برسر ہوئے۔ اور



کا جلیس نہیں ہوا۔ اعجاز ہے جس کی نظیر اعصار و اصصار میں ملتی  
اور میں کی مثال اطراف و اکناف میں غیر موجود۔ اعجاز ہے جس کے  
ساتھ اعجاز موسیقی امر مہموم۔ واعجاز سیما فی بیفتت مہموم۔ اعجاز  
ہے جس کے آگے سچ کا رنگ ہے برکا۔ اور داؤدی حق ہے اعتقاد  
اگر عصارے موسیقی کا لفظ۔ ویدھیا کا حسیا فارغیر فار۔ اور دم عیسای  
کا دوام و جیاسے موتے کا تچہ و قیام۔ اعجاز قرآنی و بلاغت قرآنی  
کی طرسانی الاقطار و الاحصاء ہے تا۔ توہم ان کے اعجاز کو قرآنی اعجاز  
کے برابر ملتے۔ اور صاحب عصا و صاحب اجیا کا شان صاحب قرآن  
مساوی جانتے۔ جب اعجاز قرآنی ابدی خیر فار و اعجاز موسیقی و موسیقی  
غیر ابدی خیر قادیں۔ لہذا قرآن سب سچرات سے اوپر و صاحب القرآن  
پیچتر تمام سچرات والوں سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
رکعہ ۱۰ قولہ تعالیٰ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَبُشْرًا مِّنَّا﴾  
نایا۔ کہ کوئی آخری ترتیب نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو کہ سب کے لئے رحمت  
شروع۔ اس آیت کریمہ کی ترکیب یہ ہیات کثیرہ سے اظہر من الشمس ہے کہ  
حضرت صالت پناصلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت پر دلائل و ہر  
قرآن میں تمام اجناس عالم کے لئے رحمت ہے۔ اور انعام بنی آدم کے لئے  
پلا جنت۔ لگے لوگ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی بعثت و رسالت سے یا تو شرف  
یا یان و رسول یا نعمان ہو کر مستوجب کمال الہی ہوئے۔ یا اپنی سرکشی و  
تعدائی کی وجہ سے رسول کی رسالت کو اپنے حق میں باعث استیصال حق  
و ابطال اہل ایمان کے خیر و نفع کی خلاف ورزی سے کس کس نتیجے پہنچے۔  
اور کس کس مصیبت میں پہنچے۔ بعض طوفان سے غرق ہوئے۔ شہول و

سے ہلاک۔ عاصروں کا سر سر سے ہر باوجود ہے۔ غرق و بدوئل سے تباہ  
کئے گئے۔ بنی اسرائیل بیعت کے روز شکر سے باز آئے۔ ان کے ہاتھ لیا  
کی شکل سے تبدیل ہو کر بندہ بنائے گئے۔ عاصروں کو تباہ کر دیا۔ اور  
موت علیہ السلام پر ان کی قوت اگلے کے لئے زمین و آسمان کا جیسی  
علیہ السلام کے زمانہ میں بعض بے اعتقادوں کی شکلیں۔ دلائی نہیں  
دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بعثت و رسالت کے لئے جنت و عذاب  
نہ تھی۔ بلکہ ان کی بعثت کے زمانہ میں انگریز پر عذاب ہوتے رہے  
اور عذاب الہی سے نہ صرف بے اعتقاد انسان و انورہ احتیصال میں آتے  
بلکہ جو پیش و پیش بھی نامن بننا و کمن حیات سے ظلم و ستم و انبیا  
میں آتے رہے۔ آسمان سے پتھر برسائے۔ اور زمین کے پتے اٹھ کر  
اوند سے زمین پر گر گئے گئے۔ ایسے عاصروں سے نہ چھٹے چھٹے اور  
نہ پرندے۔ انبیاء کی رسالت کسی کے لئے رحمت تھی۔ اور کسی کے لئے  
نقمت۔ اگر حضرت رحمت للعالمین سے اللہ علیہ وسلم کو ہر طرف و ہر حال  
وانت مبارک شہید کرتے۔ تو بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق  
میں دعا دیتے۔ ﴿وَمَا كُنَّا بِعَدُوِّ قَوْمٍ﴾ ﴿وَاللَّهُ يَتَعَفَّىٰ عَنْهُمْ﴾  
تھے۔ و شان و زمانہ کے طرح طرح کی مخالفت کی۔ اور گونا گونا  
انہی اپنے منہ سے مانجھ کر کہتے اللہ کے رسول۔ اگر کہہ سکتے  
حجاز و یمن الشامہ آو۔ انہی اپنے آپ اللہ و خود کو مانجھ کر کہتے تھے  
نہ مانجھ کر اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت بنا یا تھا۔ اور  
کہ رحمت نہ کسی پر خیر برساتے۔ اور نہ کسی کو آسمانی عذاب کا کیا ہوا  
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ مسلمان ہر دم ہر سر ہر یکا۔ ہوئے۔ اور



حرم حق کے مقابلہ میں لڑائیاں لڑتے ہیں ان کے مقابلہ باطلہ و شیم  
خود روز بروز ان کی راج گئی کرتے۔ اور نئی راج کے سامنے ان کو پامال  
ہوتے رہتے۔ اور جبکہ رحمت عالم کے نور و فیض نے ہر طرف پھیلنا۔ اور  
مجان شرک و کفر کو بصورت ظلمت و کدورت صفحہ امتی سے مٹانا تھا۔ اور  
رحمت عالم کا سورج ظلمت کفر و کدورت فتن کی تاب نہ لا کر ان کی ہستی  
ظلمت آئینہ کے تجلی استعارہ کو جلاتا۔ اور اپنے شیعہ و طلیعہ میں منما  
ترقی پاتا رہا۔ گویا حضرت علیہ السلام کے زمانے میں نور و ظلمت کا  
مقابلہ تھا۔ اور رحمت و رحمت کا محاربہ صاحب طبع سلیم کب اس بات کے  
ماننے سے گریز کر سکتا ہے کہ رحمت عالم تب شائع ہوگی جب رحمت سے  
نور کو اسے مغلوب کرے۔ اور نور تب کناف عالم کو اپنے وجود سے بھر پور  
پایہ رجا و رب ظلمت کے میدان میں ٹھکرتا رہی کے پرشہ پہاڑ سے پس کفار کا  
پنی لعل اللہ علیہ وسلم کے سامنے لڑائی میں ذلیل و مغوار۔ اور ذوالفقار علی  
کی و حار پر ہوا کہ واصل الی دار البوار جہنم بصلو نہ فیئس القرار ہونا۔  
یہی منہ خستہ رحمت عالم ہے۔ و خاص مودائے عنایت تمامہ کیونکہ  
رحمت عالم کے وجود باجوہ کے مزام و میریت کے اسد او وایع او کے پورے  
ہونا۔ اور اس کو غیر ملامت طیارش کے غیر مناسب حرکات و عیارات کے معذرت  
و نہایت سے بچانا۔ اس کے قصاروں و طلیکاروں کی ہر ہندی کی توسیع  
و تجلیل و امید وادوں و مستحقوں کی کاپالی کی اور انش و تذلیل کے لئے  
بے رحمت عالم کا موسم اسی میں ہے کہ سفلگان نا حق شائش و انکار  
پاس پناہ شائش نا حق شائسی و نا سہاسی خود ہم ہیں اور حق ہیں و  
اہل نعمت اس سے مراد ہو کر نعمت ہانکا و وعزت بارگاہ سے ممتاز

ہو ہیں۔ اہل نعمت و رحمت عبرت کھ و خلاق نہیں۔ اولیٰ ہست و رحمت  
جلوہ کاہ و خالق و معارف ہو ہیں۔ مگر یہ بھی ہل حق۔ جتنا و ہا و ہس کے  
کہ و جہنم سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آثار و فیض مانی کے ہر دم  
ورپے رہے۔ اور فارما و نیکان کے ستارے کے لئے کوشاں عذاب  
الہی و آفت مادی سے دوسری امتوں کی طرح یکدم و رہم برجم نہ گئے  
پس حضور علیہ السلام ہر چیز کے لئے رحمت ہیں۔ اور ہدایت تاب  
الساووں کے لئے نعمت۔ اہل ایمان کے لئے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں  
اور اہل کفر و عناد کے لئے سائلہ احم کی طرح و ار و نیاس ہنلا ہلا و  
عذاب نہ ہوتے۔ اور حش و رخ سے محفوظ رہنے کے سبب رحمت ہیں  
بقول آیت کریمہ تمام انبیاء و رسل سے افضل حضرت محمد علیہ السلام  
ہیں۔ و اللہ اعلم۔  
(۱) قولہ تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ قَبْلَ هَٰذَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً  
اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۚ سورۃ  
احزاب۔ رکوع ۶ ترجمہ محمد صلعم تمہارے جو اول میں سے کسی کے باپ  
نہیں۔ و لیکن خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اور  
اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے والا ہے۔  
ق ۱۔ اس آیت میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے چار جملے ذکر فرمائے ہیں جن  
میں حضور صلعم کے راج و دلیل و مکارم جمیلہ کا بیان ہے۔ پہلی و آخری  
اس کیفیت پر عمل رہا جو حضور صلعم کی بیادت کبریٰ پر حال ہے۔ اور  
خلف غلط پرستیں۔ انبیاء اپنے خصائص شریفین و اگر یہ تمام کائنات  
پر گوئے ہفت کے جاتے تھے۔ اور محاسن لطیفہ میں فوق النکل و کمالی















فصرح - اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے اس علوشان و سوسرکان کا نشان  
 دیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود ہا جو سے زینت باب ہے  
 اور ذات زینت آیات سے قرآن آپ پر وہ نشان ہے کہ لطیفات ظلی و  
 ارضی و مکتوبات اشی و حیاتی و نباتات عوالم و قطعات معال و مشارات  
 جسی و غیر جسی و منطوقات سری و غیر سری سب میں گھوسا - مگر نزل احوال  
 و زیوط فی الخد و الامصال کے لئے وراء الوراء و انعم وراء الوار کے بغیر  
 کوئی نسب مقام نہ پایا۔ اس مقام سے اگر تعبیر مپا ہیں - اور اس محل سے  
 تاویل بنائیں - تو بعد از خدا بزرگ توفیق قصہ مختصر ہی پائیں - کیونکہ مکتوبات  
 جو آیت مسند و رائد کے ہر پد ہے - اس کے عز و شان کا عروج ایسا ہیں  
 کہ ہر درجہ پر کے معانات کے سادات سے متم کے - اور نہ اس کے جلال  
 یا کمال کا نور ایسا کہ احتمالات انقطاعات لیکن منہ المضنون کے حجب  
 ہستار سے چھپ کے - عروج ہے تو غیر سرحد و - اور نور ہے تو غیر حجب  
 پھر کس طرح اصناف نمی آدم و کائنات دوی عالم میں جو محدود ہیں - اور  
 محدود انجام پائے - اور تمام شک کے - لا جرم غایتہ ما یلک المرحال الیہ  
 حین من و درہ من المصائر العالیة و السفلیة فی کل زمان - و حدودہ  
 با علی و الاعلیٰ فی معالی المنازل فی کل اوان - لا یسبح عند ید و  
 من الخالق العبد المتعبد فی سبب الخیۃ من غیو حید و کن مراد الخذل  
 الی الا یسبح و لا یستطاع ان یشار الیہ و لو باشارہ عقلیة او وحیہ  
 من المقتضات العلییة فوق السماوات السبع - یعنی وراء الوراء شہ  
 وراء العرش و ما شاد ان تعالیٰ - فہذا العجب الکرم ہوا الذی یصلی  
 علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ اصحابہ و آتہ صخرہ لا یقطر علیہ و ہا و لولہ نہ

اسی آیت کریمہ  
 میں ہے

نور و ہا - علی و ما ہوا اللہ - بول من سیفۃ الضارح المستقیم یعنی المستقیم  
 و المستقل علی سرائر الا استقرار - و ہذا الاستقامہ ما شریح من زینت  
 سلم - و لا من زمان نش فی العالم بل ہوا و قیہ و لا من زمان متقل  
 نورہ محمد - فلا من زمان تکون و حیدہ احمد - فلا من زمان ان کوہ  
 سلم فی اصلا اب ایادہ الکلام و اجید و کوا نظام - و لا من زمان کوہ  
 فی عالم المثال و عالم الارواح و لا من زمان کوہ فی حجب الاضواء و ہا  
 الا نور و لا فی زمان کوہ متقل یا با تارست العکال المد و لا من  
 زمان کوہ را کما و سا جہ - و ہا تعالیٰ عند قو اثم عرشہ و لا من زمان  
 کوہ مجید - و مستحج فی زوا یا فر شہ و لا من وقت اعتون فہ العج  
 و القصور عن الخرج عن و مہ او انشاء و انور - لیکن لا اصلی ظلم  
 علیک انت کما اذین علی نقبات الیہا المتعبد شکورہ بل من سان  
 کون دعوتہ و مقلدہ فی علم اللہ تعالیٰ و قدس و من زمان کون برتہا  
 تعالیٰ کون متقلیا - و من زمان کون السموات الخکے امر احسن و کون  
 کون الخیر و ان شیا حتمیہ و قیہ کوہ امرم فی المارہ بطین الخیر  
 و قبل کوہ و کون من فی صلیب من الایم - و لا من زمان فی الحقیقۃ المحمدیہ  
 مختصا قلمہا و ہا و لا من صلیب و لا من و سلم فی علم اللہ تعالیٰ و کون  
 قبل قضاء و یدہ و یصلی علیہ اللہ تعالیٰ فی عالمہ و فلا من ہا انظما  
 عنہ و لا منقل و ا و و و و اما - لا من الا من و لا من مقتنوسا و قیہا  
 بل من الازل الی الابد بے اوتہ و یقارہ - و سلوۃ المسکنت لیس من  
 خلقی و کون فی ظہر و روہم فی الخطا علی الخلیۃ الیہ - و علم و کون  
 صلا من علم اللہ تعالیٰ و قدس و الحقیقۃ الزکری - و ہا لیس و کون







البتہ وجد الامیہ بالتحقیق مولانا وسیدنا ابوبکر الصدیق رحم  
کون قانع قرآن مجید میں لائق کے لفظ سے یاد فرماتا ہے۔ اور جبکہ  
ایک شخص آنحضرت صلی علیہ وسلم کے مشکوٰۃ نبوت سے انوار الہی کا اقتباس  
کر کے لائق کے لفظ سے عند اللہ تعالیٰ مقرب ہوتا ہے۔ اور سب  
پر میر گار قرار دیا جاتا ہے جس حضرت نبی کریم صلعم تو برگزیدہ ملافین و مصطفیٰ  
قرین حقانوں بمطابق انوار الہی مورد اسرار انسانی ہیں۔ اور صاحب اولوی  
واسترا۔ الشیخ بساؤۃ السؤل الیہ جبریلؑ ان کی زبرد وہ پیرکاری  
امانت و عفت شعار سی صداقت و احسان اور ان کے فضائل جاہل  
و اعلیٰ فیلی کی شہادت نامہ رخ منے رہی ہے۔ یہ تو بہب و بہرمت کے  
تاریخ دانوں میں سے کون ہے جو حضرت محمد صلعم کے شامل تظیف و  
الحاسن الملیفہ سے اعتراف نہ رکھتا ہو۔ اور اس سرور عالم صلعم کے خدایت کو  
نیکی کہ رواست گفتار و درست کردہ دلہ۔ یہ انوار ہونے کی شہادت  
نہ دنیا ہو۔ حاجی و معتمد حیی۔ اور کو آپ پیریں بہر طرح سے سرور انگاران  
استراچی طور متاشانی نہیں۔ حضرت سرور العالم صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
جانب او صفات عمدہ و جمیع مکالمہ برگزیدہ چاہئے کہ بغیر غیبیہ یا نیکے  
آنحضرت صلعم کی شیرازی کے زمانے سے بیک وقت رسالت محمدیؐ  
کمال کی برگزینی و بہر صاحت کے کارنامے پوشیدہ روزگار مرتب ہوتے  
اور دعوت الہی پرانہ امت ثابت ہے۔ ان سے ہی عدل و احسان صداقت  
وامانت محمدیؐ کی اصناف و اشخاص جمال و کمالات سی سرور باقداس  
شوالقلب و نما مقدس سے ایسا احسان دینے کی کیفیت معلوم کی جاسکتی  
ہوتی ہے کہ کسی لحاظ میں جاری رہتے ہو کہ کسی زبانوں کے بیانوں پر

[illegible]







انبیاء و رسل سے افضل و اکمل حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہیں۔ اور حضرت  
نبی کریم صلعم کی فضیلت ان کے سب سے فائق منظر اتم و منظر اتم ہونے  
کی دلیل ہے۔ اس لئے اگر کوئی ایسا کام جس میں بدرجہ انعم و لوہیت و اہمیت  
نمایا جاتی ہے۔ آنحضرت سے سبے انبیاء و رسل و ہوتا۔ اور ایسا فعل جو کما حقہ  
آنحضرت صلعم کے شان و ہی شان کے ساتھ نہ بچتا۔ اور فاعل شنشابی  
منظر حال آیت پر صلی و زعفرانی حقیت ترین کرد و غبار کا حکم رکھتا۔ اور  
آنحضرت صلعم سے ہذا فضل سے بشریت ہو و عدد و ہوتا یا حق تعالیٰ اپنے  
حبیب اکرم صلعم کے آیت قلب پر صلی و ماسوئے اللہ و فضل و خلق اللہ  
کی ساحلی و پودگی پانا جو صلی و زعفرانی کرد و غبار کا حکم رکھتے ہیں۔ اور  
جس کے ساتھ حضور صلعم باہر آئی کا رہند ہوتے۔ اور بختا کہ یہ آیتیں پاک  
اس فائق ہیں کہ اس پر صلی و زعفرانی کرد و غبار آئے۔ یا کسی یا کثیر و کام  
کے سوچی بکار کی کہ وہ نہ چھانے۔ اور اس آیت کے لئے عالم پر نہ رہے۔  
و غیر نہ نہ ہی۔ اور اس کا آیت و ان فائق جہاں ہے۔ اور و رز مان۔  
اور آیت و ان کے حقوق کے انہما و انصار کے نیچے ہونا۔ اور اس کے  
نفع و نقصان کی تدابیر ہم چھانے کی کرد و غبار کا حکم رکھتا جو شاہنشاہی  
آیت کے مطابق صلی و زعفرانی کا حکم رکھتا ہے۔ اور عمدہ ترین قہر  
استار کی شان و ہی شان و لا بدی ہے۔ اور آیت یا صاحب آیت کی  
سوامت و کرست اور شاہشاہ عظم کی فوجت و لذت بھی اسی میں ہے۔ کہ  
آیت و سیت تمام کرد و غبار سے پاک ہو و درجہ حال حقیت کے نظارہ۔ کہ لئے  
جو ہم کا پاک۔ یعنی اگر اس پر صلی و زعفرانی کرد و غبار آجاتی۔ اور  
صلی و ماسوئے اللہ و فاعل شنشابی سے آلودگی جو عین صلی و ماسوئے اللہ

ہے یا لیتا۔ تو محبوب عالم و سب سے ہی آدم و مر و مل کی تمام غیور و طہیت  
پیرانی سے و آیت و رز کار کا رہند ہوتا۔ اور لفظ و جمال حقیت کی سرورانی  
پاک کے لئے و استغفار پاک پخت کے نیچے سے پوچھا جاتا۔ اور محبوب  
حقیت اپنے محبوب کو ہوا میں مذکور ہوا و فاعل شنشابی کی یاد میں کما حقہ حضور  
منظر حق نہ پاک و فاعل شنشابی سے فوجت اپنے آپ میں ملال یا استار اور اپنے  
تین امر یا استغفار بہا لیتا ہے۔ کیونکہ اس اکمل و افضل ترین آیت کے  
بنانے کی حکمت و غایت سب سے اول اپنے جمال پاکمال کا نظارہ ہے  
اور صورت ہے کہ ہوا کا جلوہ۔ اس لئے آیت و ان کے مصلح و مصلح و مصلح  
کسی صاحب آیت کو مشغول یا کر لیں یا تعلیم یا اس الوب و تحریک ہر دوام  
مصول قریب رب۔ معانی کا فاعل شنشابی۔ اور و استغفار پاک پخت  
کے خطاب سے متاثر فرماتا۔ اور و آیت و مصلح و مصلح و مصلح  
رسول صلعم کے شان کو اور و لا کرتا ہے۔ اور اس کے ہر دوام کو اپنے  
رسول صلعم کے کامل اتمی کے سبب اپنے رسول کے مصلح اتم ہونے  
میں نائب مناب قرار دیتا ہے۔ اور نظارہ و جمال حقیت کے لئے مستند  
بنانا جس سے مقصود اپنے رسول کے اوصاف و احوال میں ان کو جلوہ گر  
پانا۔ اور نیایش و نمائش میں اپنے حبیب صلعم کا ہر زمانہ و ہر زمانہ استار  
ہے۔ اور ان کو روز قیامت غر تجلوں کی صورت میں سب کے ساتھ  
نما کر کرنا اور کہ تم حق امتیاز حجت لقا اس سے ایبار غشا۔ اور سب  
سے پہلے جنتوں و مل کرنا۔ و رز و استغفار پاک پخت و مصلح و مصلح  
و الموملات کا خطاب دوسرے نورا و رسل کی طریق اس باہر کی کل کی  
لوہن میں مائدہ کیا جاتا۔ اور شان کو اس امر سے اس قرار و لیا جاتا کہ



قرآن میں اور نہ دیکھیں۔ اور اس کی بات قرآن میں غور و خوض کریں مگر کسی  
 پیغمبر کو اس خطاب سے قائل نہ ہو۔ اور نہ کسی نبی مرسل کو اس  
 اعزاز سے سرفراز و بھینکے۔ یہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ کے سب رسولوں سے  
 افضل و اکمل ہونے کی دلیل نہیں تو کیا۔ اگر فی الواقع یہ خطاب محمدی ہے  
 گناہ کی توبہ کی دلیل ہے۔ اور اس کے حامی ہونے کا نشانہ۔ اس کو اعزاز  
 کائنات طلب ہے۔ یہاں اہل ایمان و نصیحت پر نشانہ چلا۔ تو واقعتاً یہ نظر  
 ثبات ہونے اور حالات پر مہیاں رکھنے پر ہے۔ یہ کوئی ضروری ہے کہ  
 سب سے پہلے ابو البشر محمد علیہ السلام سے خلافت، فرمان آئی۔ یہی  
 وقت ہے کہ وہ ان کو لایا گیا۔ چنانچہ اس تصور کے لئے حضرت ابو علیہ السلام  
 جنت کے بھی اتارے گئے۔ تو محمد علیہ السلام نے مدت تک خطا کرنے  
 سے بچ کر توبہ کی طرف جانے کے بعد امت کے لئے قمر آئی مانگا۔ اور اس  
 علیہ السلام نے باہر بادشاہ کے سامنے جی بڑی سے تسلیم کیا کہ فرمایا  
 جو دستخط ہے حق تھا۔ اور بظاہر یہ کہ اس وقت علیہ السلام نے کہہ دیا  
 کوئی گناہ نہ ہو گیا۔ اور وہ نبیوں کو فرعون پرستہ ذاتی کہا ہوا۔ اس  
 بعد سے دستہ اور فضل کے رو سے سخت ممتاز ہوں گے۔ اور یہ کہ آیا۔  
 اس کا تو یہ بھی رحم نہ کھایا۔ یہ بھی دعا کے سے تو کیا کہ حق۔ جو فضل  
 کے خلاف۔ یہی علیہ السلام کو حق تھا کہ نے۔ محمد علیہ السلام کی طرف  
 حق کا ملکہ گناہ پر گناہ کی خاطر یہ پسند کیا۔ اور یہی قوم کے رحم  
 و لطف کے لئے تھی۔ اور یہی کہ مسلمانوں کے لئے۔ یہ حق ثابت ہے کہ  
 یہ اہل حق کہی ہوئی۔ اور حق تھا کہ میں جلال کے لئے اور کے وقت اس  
 آیت سے اور اس سے بھی کیا فیہ کی باقی انبیاء علیہم السلام کی جانب تمام

آئی کی تین میں بھی طرح کا بیابان نہ ہونے کی توحید قوموں کی تھا گئی  
 و بر باد ی اپنے ہاتھوں میں دیکھتے کچھ حق تھا کہ کے سامنے نہ ہو  
 منہل چہرہ ہوتے۔ اور حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام  
 نے تو قوم کی راہبری میں و انت تروا سے سرگرم بھی کہنے کا وہی طرح  
 کے حد سے اٹھائے مگر قوم کی طاقت و بر باد ی کے لئے بھی دست و پا  
 نہ ہوئے۔ نہ ان کی قوم پر عذاب آتا۔ اور نہ ان کے ہاتھوں سے جنت  
 علیہ السلام کی خارج قوم کی حد میں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے  
 واقعہ کو بھی پیش نظر کریں۔ اور یہاں علیہ السلام کے گھوڑوں کے گناہ  
 پر غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کون کونسا گناہ یا جاسے۔ اور ان کو  
 کون تصور سے قصور وار ٹھہرایا جاسے۔ جبکہ وہ ان تمام بارگاہوں سے  
 بہرہ مند ہیں۔ اور ان سب اوقات سے دور۔ جو من و جہر و ہم دلی کے خلاف  
 سمجھے جائیں۔ اور لائق اللہ کے کمال و وہاں کا سبب نہیں۔ بلکہ باقی  
 انبیاء و مرسل سے ضرور مرزا و ہوسے۔ اور ان کے ہاتھوں سے عمل میں  
 آتے رہتے ہیں۔ پس یہ سب ہے کہ وہ اس کے الیہ علیہم السلام کے ہر قسم  
 کے حرجات و شکات کسی وجہ سے گناہ نہ لگائے گئے تھے۔ نہ چوں۔ اور نہ  
 کسی صورت خطا و غفایت کے لئے۔ کسی چیز کو حق تھا کہ لے لے کر ان  
 کے ہم میں نہ لگنا۔ کے لئے دعائی نہ تھے۔ اور نہ اور علیہ السلام  
 کے بغیر کسی نبی کے لئے کوئی مرتبہ نہ لگایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی طرف رسول بنا لئے گئے۔ اور تمام اوقات کے اسی ظہیر لئے گئے  
 کسی گناہ کے لئے نہ لگایا۔ اور اس لئے کہ وہ اس لئے کہ  
 خطاب سے سب کو شامل کرتا ہے۔ اور اس میں سے ہر قوم کو کوئی گناہ نہ لگایا



یہ ایک راز مخفی ہے۔ اور زمرہ نماں۔ جو محل امتحان ہے۔ اور غرض گاہ  
 مردمان۔ نہیں پہنچتے تو وہ نہیں جانتے کہ کیا ہوگا۔ اگر حقائق میں پائیں  
 اور اصحاب تحقیق کی طرح جائیں تو مسدود راہ آئندہ نشانی وغیرہ  
 حقائق کی نقیض نہیں رہیں گے۔ اور انہی کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب  
 سے افضل و افضل ہونے کی دلیل نہیں۔ نہیں تو تہ ضلالت و دورۂ حیرت  
 میں رہ کر کہ آیت خود اللہ والآخرہ کو اپنے حق میں سادق و مسدود وق  
 پائیں۔ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ کا بغیر اگر عذاب الیم و ناجیم کو اپنا مستقر  
 مقام بنائیں۔ ہذا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ رہنا انہم لسا  
 ندرنا واعض لنا نکتہ من شئ قد یروا الخبر عوینا ان الحیۃ اللہ  
 ہذا ما لخصنا۔ وما کانت لہتہ فی کل ان ہذا ینا اللہ وحلہ اللہ تعالیٰ  
 حلہ خبر خلیفہ محمد و والدہ اصحابہ جمعین۔

(۱۴۱) قولہ تعالیٰ۔ اِنَّا فَخَّرْنَاكَ فَقَدْ اَشْبَهْنَا بِخَيْرِ لَكَ اَللّٰهُ مَا  
 لَقَدْ اَمَّ بَوَّاقٌ وَ تَشَدَّدَتْ وَ تَنَاجَرَتْ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَیْكَ وَ لَقَدْ اَمَّ بِكَ  
 بِسْمِ اَطْلَافِهَا وَ یَحْسُرُ لَكَ اَللّٰهُ لَقَدْ اَعَزَّ نَوَاحِیَ رِقَاقِ سُوْرَةِ فُتُحِ  
 رکوع ۱۱ ترجمہ ہے ظاہر ہم نے فتح دی تجھے فتح ظاہر بتا کہ تجھے ازلت  
 تیرے لئے وہ گناہ جو پہلے گزر چکے تھے۔ اور وہ جو پہلے آئے۔ اور پوری  
 کہ تجھ پر اپنی نعمت اس لئے جاتے تھے یہ گناہ سارے روزے تجھ  
 کو اتنے تقاضے پوری ہو۔

فتح۔ اس آیت کریمہ میں یہ تو فتح میں کی چار علتوں کا ذکر مقصود ہے  
 اور پہلا علت ہے جان محبوب۔ دوم فتح سون کا ہلکا ہونا و لطیف ہونا اور  
 تیسرے۔ جان تھا کہ فتح میں کو فساد و کفر و فساد ہے اور چار علتوں

ذاتوں کو اس کا ثمرہ و نتیجہ قرار دے کر معرض ظہار میں لانا بصورت اُنسا  
 فتح میں کے بعد ذکر کرنے اور اصحاب ذکر کرنے کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ  
 فتح میں اپنی ذات کے اہانہ و ظہور کی وجہ سے مستحق اس بات  
 کی تھی کہ انہیں کہ اس کو بندہ و کرمیہ کر ظاہر کیا جائے۔ اس کی حیثیت خطیہ  
 معروفہ ہیں الناس کو توضیح کے لئے بیان کیا جائے۔ ہوں یہ صورت میں  
 عام اہانہ و عدم ظہور کی کیفیت سے کیفیت ہو۔ اور یہاں کہ کی وضاحت سے  
 داری یعنی غیر نظری محسوس الی التبیان الی نظری خروج الی الظاہر۔ تو اس  
 صورت میں نہ وہ بین ہوگی۔ اور نہ یہی غیر مخفی ہیں لایزالہ فتح جو  
 بین قطعی غیر نظری حکم غیر قطعی الاصل ہے۔ وہ صورت کی ہی کیفیت  
 متاثرہ بین الحقائق و المتعارفہ فی الخلق رکعتی ہوگی۔ کیا صورت ہے  
 کہ اسے بضرر و قوت ہر ایک و ال نظر تصدیق و ذکر کیا جائے۔ یا اسکی  
 ذات ثنیت ضلالت کے ظہور و سب کو شکیب کرنے کے لئے مشارقی و  
 مغارب میں مناوی کی جائے۔ بلکہ

ترجمہ ایک مدونہ قلاب

کی بنا پر اپنے اہانہ و ظہور کی وضاحت سے سببوں منصف سے کہ کہنی  
 حقیقت۔ ماہیت کا تحقیق۔ باطنی و ظاہری سے اہانہ و ظہور و بیان کر تھی  
 اور حقیقت کی کرب و رشوت و افواج و آثار و احوال بصورت محسوس متاثر  
 ہیں و انہیں ان کے سبب سے جو اوپر ذکر و استنباط میں نہیں۔ اور جو ہر ایک  
 اور انہی سے کہ کہنی و کرمیہ و کرمیہ کے ہر ایک و کرمیہ کے ہر ایک  
 کہ کہنی و کرمیہ کے ہر ایک و کرمیہ کے ہر ایک و کرمیہ کے ہر ایک  
 کہ کہنی و کرمیہ کے ہر ایک و کرمیہ کے ہر ایک و کرمیہ کے ہر ایک



چلی تھی۔ اور راحت کی امید سے چلی۔ اس کے ہمنوا، والوار خیر کے  
 رستہ سے سو رہا۔ جہاں طلوع پا رہا تھے۔ اس کے نشان  
 و خندہ دنیا و قضاوت کے ان سے ہمال جیسا ہونڈ خمار ہے۔ مگر  
 اور ان کے آفرینش سے ہر روز طلوع پائے اور لوگوں کی آنکھوں  
 میں جلوہ گر ہوئے کے باعث اپنی ہلچلت سے رشتہ خفا گھبرا گیا ہے۔ اور  
 بدل بھی رہا طلوع ہو کر روزانہ تنہا از شرق پائے کے سبب پر بھی غلی  
 ہلائے سے وہ جا پڑا۔ فتح بہمن بھی اگرچہ اپنی ذات میں آباد ظہور کے  
 روستے میں بجا بجا کر علم رکھتی ہے۔ اور غیر نظری کہلاتی۔ مگر اب وہ کفر  
 و انبار فتح جب اس کے آگے حائل ہو۔ اور اس کے عریاں و غیر نپیل  
 بہت کے سوانح خیر نائل۔ تو پھر کس طرح بدیہی غیر شفی کہلائے۔ اور  
 معاذ و غیر معاذ سب کے سامنے یکجاں جلوہ پائے۔ پس لا جرم باوجود  
 صداقت و بات کے توضیح و تنبیہ کی محتاج رہی۔ اور غلط اخلا و دور کرنے  
 کے لئے اللہ شان کی طاعت اور تکرار کہلائی۔ و نیز فتح میں چونکہ نعمت  
 غلط ہے اور رشتہ کیری سبب نیکیوں کی جلا۔ اور سب ہر باجوں کی  
 خیا و اس کے واسطے اس اسلام میں سب کے لئے لانا۔ اور اس کے  
 نام سے اخلاقت و حم کی ذات کرم الہیات کی طرف عالم۔ اس لئے  
 حق تعالیٰ نے فتح میں کہ اللہ سلطان فرمایا۔ اور تنبیہ و تشریح کے ذریعہ  
 محاسبہ کر کے کہلائی۔ پس بنا برکت اس کے کہ اس کا ترجمہ یوں گا  
 ہو کہ ہم نے فتح میں اس لئے نصیب کی کرتی تھی۔ تو اسے تیرے  
 لئے چلیاں۔ بیشک۔ و ترجمہ اپنی تم سے ہوا کر کے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 کہہ رہا کہ اللہ و ہم نے فتح میں اس لئے نصیب کی کرتی تھی۔ تو اسے تیرے

چلی چلی گناہ بخشے لانا۔ خود نول کا مال ایک کے عہد ذوق  
 و نقلی ہے۔ اور لانا کہ سب متی وقت سب۔ یا کہ ہے کہ فتح میں کا سو رہا  
 و حضرت صلوات کے زمانے کے اصحاب کرام کے ذمے پائے کے بہت کم  
 ہند و تنہا طلوع پائے۔ اور رشتہ میں آتا رہا۔ آخر اپنے نور و جہر میں کمال  
 پا کر سب کے سروں میں پڑھا۔ اور سب کی آنکھوں میں غیر اللہ کے  
 میں اسلام پھیلایا۔ اور اکثر شہر اس میں تو بیک پیام جاننا رشتہ بہت کم اسلام  
 کے دیر جین رہے۔ اور بہت علاقے مسلمانوں کے نہایت کم رہے۔ سب تک  
 اسلام احکام اتنی پر بھی طرح عمل چلا رہے تھے۔ تب تک اسلامی احکامات  
 میں بھی امری طرح محفل آ رہے۔ اور سب تک مسلمانوں میں جرات  
 ایمانی قوی و برکت رہی۔ تب تک ان کے قہقہے و آواز کی حالت میں  
 و شہت رہی جب ان کے ایمان ضعیف ہوئے۔ اور عمل کم ہوئے۔ تب اس  
 کی کھوکھلی بھی کمزور ہو گئیں۔ اور لانا پوسے۔ اس کے اگرچہ کفر کی شبیہ  
 و جوہر انکشاف عالم پر مجید ہے۔ اور بہت شوق و فحوت مست جمال ہے  
 غلط تقریر و امت کے سبب شہر فتح میں کادور و راجہ ہوتے کو ہے  
 اور حضرت صلوات علیہ السلام نے لانا اسلام علیہ و آلہ وسلم کا یہ لانا  
 کہ ان دنوں فتح میں کادور و راجہ ہوتے تو ان کے علیہ لائے کہ  
 لشکر کے لشکر رہتے۔ اور راجہ ہوتے تو ان کے علیہ لائے کہ  
 فتح کو فتح میں آگیا ہے۔ اور راجہ ہوتے تو ان کے علیہ لائے کہ

کہ یہ لانا صحیح ہو رہا ہو۔ یہی صلوات اسلام میں کہ لانا۔ سلام کے  
 معنات۔ اور ان کوئی کے لانا سلام کے ہے۔ اور سلام کی  
 عربی کے معنات جو کہ سلام کے معنات ہیں۔ سلام کے معنات ہیں۔ سلام کے



فتح کرکند نہ ہوگا۔ اور نہ کبھی بے نشان۔ اسلامی گروہ ہمیشہ اہل کفر و عدا  
 سے لڑتا اور دین حق کی اعانت و مددگاری میں اپنا فرض ادا کرتا رہے گا  
 یہی تو فتح مسبین کی نشان ہے اور نصرت حسین کا نشان۔ تمام دنیا کا و  
 صل میں سے آنحضرت مسلم کے سوا کون ہے جسکو فتح مسبین نصیب  
 ہوئی ہو۔ اور اس آیت کریمہ کا مقصد نعمت حصے میں آئی! نبیاء علیہم السلام  
 جو خاص خاص قوموں میں پہلے تھے۔ خاص خاص وقتوں میں خاص خاص مقاموں  
 سے لڑتے رہے۔ اور جنگ و ہمدان کرتے۔ مگر فتح مسبین کسی کو عطا  
 نہ ہوئی۔ اور نصرت حسین کسی کو نہ بخشی گئی۔ اس وقت عیسائی قوم جو  
 برسر اقتدار ہے۔ اور نصرانی اُمت برسر اقتدار۔ ان سے پوچھا جائے کہ  
 تمہیں جو وہ سلطنتوں کی حکمرانی کہاں سے ملی۔ اور عام لوگوں کی پاسپالی  
 کیونکر حاصل ہوئی۔ تمہارا کونسا نبی حکمران تھا۔ اور کونسا پیغمبر صاحب  
 فرمان۔ یوحنا مسمومہ دینے والے نے بحالت قید و صید حکومت بنائی  
 یا پطرس بحال بنائے کشتی پر۔ بننے والے نے شاہت کمائی۔ کیا حضرت  
 عیسیٰ روت اللہ سے زمین کی شاہت سے حصہ پایا۔ یا اس کے شاگردوں  
 نے ملک گیری کا سامان کرکھا یا سب کے سب وادیش منش ریکر و نیا  
 سے جدا ہوئے۔ اور چند روزہ کرشمے دکھا کر خدا کے آگے ہٹ گئے  
 خالص نبوت کے علاوہ ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اور مقررہ سال  
 کے موافق ان کے لئے کوئی خیر نہ تھی۔ حکومت ان سے کوسوں دور  
 اور طاقت ان سے بغیر تھی۔ چھوڑا تو کھانا ان لوگوں نے نہیں  
 اور خورق عادت کا بنانا اور شاہت نہیں۔ جامع حکومت و نبوت  
 صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور حاکم اُمّت و مکتب جبریل علیہ السلام۔

ان کے اصحاب علی اکرم اللہ والحق والدین کی خاطر ملکوں میں گئے۔ اور تبلیغ  
 کی بجائے توحید کے مسائل اٹھائے۔ اصحابِ کرام نے توحید کی ماریں  
 جان و مال صرف کئے۔ اور توحید و تہذیب کی لڑائیوں میں خوب شجاعت  
 سے سر دی۔ اسلام کے چلنے اور ایمان کے بولنے میں اگر غیروں کے  
 ہاتھ سے زہر پھیل پڑا۔ تو نبوت کی نشان اور راہ رسالت پر وہاں  
 ہونے کے جذبے میں ٹھکرا لکھوں کی گت بنا لیتے۔ شاہانِ مملکت و وزراں  
 کے آگے جھکتے۔ اور تاجدارانِ رعوت کو ان کے سامنے جھک جاتے۔  
 صلح شروع میں ایک شخصے مارا اور بے ہتھیار اکیلے شخصے مارا گیا  
 زخم کے موافق عیسیٰ ابن مریم کی ضرورت تھی۔ دیکھا کہ ان کو نہ آتے  
 اور نہ آتے۔ وہم کے مطابق بیچوں کی مانند سحرے دکھائے ہوئے تھے  
 ان کے اپنے رشتہ دار دشمن۔ دور از کار دشمن۔ تلوار اٹھانا وہ نہ  
 جانتے تھے۔ بنانا وہ نہ جانتے تھے۔ تو ان سناٹے میں ماریں اٹھاتے۔ مارا خدا  
 بنانے سے شہر بدر کئے۔ کس کے سامنے پرکام کریں۔ اور کس کے وسیلے  
 پر کام و ہریں۔ سر پہیلی پر رکھے بیچے ہر سو جاتے۔ جان جلنے کی چراہ  
 نہ کر کے کلام ربانی سناتے۔ سر پہا خیمت اور حین قومنا بالحق و انت  
 خیر انفا تمہیں پکارتے۔ اور نصرت میں مدد و فتح قریب کے وعدے  
 ہر دم پاتے۔ ہر کار کا رونا فکھنا۔ انت فتننا فہیننا سے خروہ پا کر سب  
 کو بنایا۔ اور حکومت و رسالت دونوں سے ممتاز ہو کر سنگین و سعادین کو  
 توحید و حق پر نصرت بنایا۔ پھر قلم و زبان کو مسودہ چار خطوں  
 سے مملول اور پانچاٹھائیوں متعین اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ نصرت  
 کو اپنے منقاد سے برسرِ اتم کا بیالی۔ اور تائب میں حق اللہ



حضرت مکی انہیں سے تھی یہ پادشہ جس میں جن کی عزت و قدرت  
 کے آگے دنیا و دنیا کی نعمتیں و راحتیں پریش کی توجہ نہ تھی و بہت  
 نہیں کہ سکتیں اور جن کی عزت و کرامت کے سامنے حق تعالیٰ کی  
 تمام عزتیں چھوڑ دیاں وہ ہمہ سہری نہیں مگر سکتیں حضرت حبیب  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جان و کرامت روحانی ہی تھی کہ ان کو ان چار  
 نعمتوں سے ممتاز فرمایا جائے اور ان چار نعمتوں سے دو مستند بنایا  
 جاسکتے تھے۔ ان چار چیزوں کے بغیر کوئی اور چیز  
 ان کا صلح نہ کر سکتے اور ان چار نعمتوں کے سوا کچھ اور بھی ان کو  
 نہ مل سکتے۔ ان کو ہر دوسری خیال تھا کہ حق تعالیٰ ان کو اپنے ان چار نعمتوں  
 و عظمتوں سے سرفراز ہی کرے۔ اور چہاں کہہ سکیں ان کو ان نعمتوں سے  
 ان کی انعامات سے انعام فرما دے۔ یہ وہ نعمتیں تھیں جن کی  
 ان کو کوئی اور نہ مل سکتا تھا اور ان کو کوئی اور نہ مل سکتا تھا۔ ان کو  
 ان چار نعمتوں کی طلب میں ہر گز رست نہ اور بقبولان بارگاہ ہاں کی طرح میں  
 دل و جسم سب کی تسکین میں ان چار نعمتوں کے حصول کی منتظر اور  
 سب کے دل ان انصاف و عفو کے عالم حصول سے مشتعل رہے وہ نہ تکیں  
 کہ ان کی نظیر حق تعالیٰ کے علم میں کی اپنی نظیر کی ہاں ناگن اور  
 وہ نعمتیں ہیں جن کی مثال عالم مثال میں کی اپنی مثال کا اور انہیں ان  
 علیہ السلام ہر دوسری نعمت و کرامت کے ساتھ ان کی عظمت و قدرت  
 ان کی عظمت و کرامت کے ساتھ ان کی عظمت و قدرت کے ساتھ ان کی  
 ان کی عظمت و کرامت کے ساتھ ان کی عظمت و قدرت کے ساتھ ان کی  
 ان کی عظمت و کرامت کے ساتھ ان کی عظمت و قدرت کے ساتھ ان کی

سے حکم و مروت ملے۔ اور کچھ لوگوں کی اپنی اپنی عزت و قدرت کو جو انہیں  
 ملے ہیں۔ اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 سے کیا ڈھونڈ سکتے۔ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 وہ جو انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 دل میں تعالیٰ ہوگی۔ خواہ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 نہ کہہ سکیں۔ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 ہی اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 صلح کی طرح ان تمام نعمتوں و کرامتوں سے ممتاز نہ تھے۔ حضرت خلیل  
 علیہ السلام سے کہا گیا کہ یَعْقُوبُ اَنْتَ اَنْتَ اَلْقَدَمُ بِمَنْ وَجْهَكَ فَاَقَامَ حَقّاً  
 اور کسی دوسرے سے نہیں ہے۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے حضرت کی  
 طرح ہی ہیں اپنی صاف سی عمر نہ اور وہی گو آخرت میں انہیں انہیں  
 ہوگی۔ اور صلح کی انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 امتحان میں نہیں ناگہمی کے خطر سے بچا کر انہیں انہیں انہیں انہیں  
 اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 کے سامنے کو یہ خطر نہیں بنا سکتیں۔ یہ وہ نعمتوں کی عزت ہے کہ  
 گویا انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 نہیں رہا۔ اور کسی چیز کو اس کے تمام کمال و کمال و کمال و کمال  
 انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 کہ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں



اور سیئات کبیرہ وغیرہ سے مامون۔ اگرچہ ان کو بھی حق تعالیٰ سے  
خوف ہے اور امید ملے ہے اور خطرہ مگر جو باتیں ان کو منافی ادب معلوم  
ہوتیں۔ یہاں تک کہ ان کے سراوقات جلال پاک پہنچنے میں غفیر دکھائی دیں  
وہ ان کے ہاں گناہ قرار پاتیں۔ اور نوب بھی جاتیں۔ وہ ان پر نادم و  
مستغفر ہوتے۔ اور شرمندہ و جھلی ہوتے۔ اس لئے وہ طبع رشتہ کر  
حق تعالیٰ ان کے گناہ بخشے۔ اور ان کے تفصیرات معاف کرے۔ یہی  
طبع میں رہ کر وہ دنیا سے رحلت فرما ہوتے۔ اور اسی امید میں گذر کر  
آخرت کو سدہا بستے۔ سبحان اللہ حضرت خلائفہ کائنات و مضر  
موجودات۔ رحمت عالمیان و صفوت آدمیان حضرت محمد مصطفیٰ و  
احمد مجتبیٰ علیہ السلام علیہ و آلہ و صحبہ وسلم میں کہ حق تعالیٰ  
ان کے گناہ بخشے گناہ بخشا ہے۔ اور دار دنیا میں ان کو حضرت کی  
ہشامت دیتا ہے۔ اس لئے روبرو قیامت ان سے ان کے کسی گناہ  
کی بابت سوال نہ ہوگا۔ اور نہ ان کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی  
طبع اپنی ذات کا فکر ہوگا۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے اگرچہ  
باطنیاً یہ بات قرآنہ۔ سورۃ النحل احکام کے کوئی سوال نہ ہوگا۔ اور  
ان کے ذاتی تفصیرات کی بابت ان سے پوچھا جائیگا۔ مگر پھر بھی بہت  
اضطراب میں ہونگے۔ اور نہایت خوف و تاب میں۔ اور اب سے زیادہ  
مضطرب حضرت جیسے علیہ السلام ہونگے۔ ان کو الہیت کا تصور دارا  
کیا۔ اور حق تعالیٰ یا مالک۔ تعالیٰ اللہ ان کو ان کے لئے آیتوں  
دوسرے انبیاء علیہم السلام سے صرف یہی پوچھا جائیگا کہ کیا تم نے اپنی  
ان کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صفات اللہ کی صفات کے لئے دیکھا ہے۔

اور علیہ السلام سے پوچھا جائیگا کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا کہ تم مجھے  
اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بناؤ۔ اور الہیت کا تصور دیکھا ہے۔  
سوال اگرچہ نفس الامر میں صورت انتشار رکھتا ہے۔ اور حقیقت اختیار۔  
عقاب ہے۔ نہ عتاب۔ مگر جس امر کی بابت متفہم کیا جائیگا وہ اس قدر  
ہولناک ہے کہ ان کا ذکر اللہ جل جلالہ تعالیٰ تعالیٰ و تعالیٰ تعالیٰ و تعالیٰ تعالیٰ و تعالیٰ تعالیٰ  
الجبالیٰ ہذا آت و غیو اللہ تعالیٰ و لدا۔ اگرچہ ولادت کے عرصے سے  
عزت ابن مریم پاک ہیں۔ اور نبوت کے قدرت ترسناک۔ مگر عرش کے  
سودان کی قوم کے شرمندہ کرنے کے لئے ان سے یہ سوال ضرور ہوگا  
اور ان کے گمراہ کی حجت کوڑنے کے لئے یہ قیل و قال ضرور۔ یہ وہ  
سخت سوال ہے جس کی سختی کا انداز حق تعالیٰ جانتا ہے۔ یا حضرت جیسے  
ابن مریم علیہما السلام جانتیگی۔ ایسے سوال سے شاید کچھ شرمندہ کو آئے۔ یا دل  
دکھ و دسہ سوچنا پائے۔ حضرت جیسے علیہ السلام کی شان ہے۔ کہ ویسے  
سوال کی برداشت کر سکیں۔ اور یاد جو دیکھ لیت و حجت کے گمراہ کو ت  
آئے ہیں۔ اگر دوسرے انبیاء کو گمراہ اور جیسے علیہ السلام کو بگناہ دیا جائے  
تو نبیوں سے ایسے کام کا سوا نہ ہونا ناممکن ہے۔ اور ایسے تصور کا وقوع میں  
آنا متعذر جس کے عوض ان کو عذاب ہو یا جس کے بدلے عقاب نہایت  
نافی الہاب یہ ہے کہ وہ وحمل اور تاب کے سخت ہو سکیں۔ اور زبردستی  
کے سزاوار نہ ہوں۔ کیونکہ مسلم علیہ انکل ہے کہ کسی نبی کو نہ عقاب  
ہوگا نہ عتاب۔ وہ سزا و عذاب سے محفوظ ہونگے۔ اور نہ تو توبہ سے  
امون جب کسی پیغمبر کو بظرف حال اس کے گناہ کے مرتکب ہو جائے تو  
و عتاب کبھی نہیں ہو جائیگا عذاب عذاب۔ اور نہ انکو اس کے لازم







[illegible]







ہا کہ میرے آگے جیسے پہری توحید کے ماننے والے ہو۔ اور  
میرے صفات و کمالات کو سب سے اونچا جان کر ان سے ایمان لاتے  
ہوئے میری قیادت کے لئے وائے ہوئے۔ اور مجھ سے عہد و پیمان کر بیٹھے  
ہو کہ مجھے ہر طرح سے رفیع الشان پہچان کر کبھی میرے آستان عالی سے  
سرد نہ ہٹائیں گے۔ اور سب کمالات و فیوض و تیری آن سے مان کر ہرگز  
تیری رفعت بلند کی گھٹانے کی ہمت نہ کریں گے اور کچھ نہ پائیں گے پس  
تمام وہ اس پر باقی رہا۔ ملک جو یا فاکس۔ جمادات ہو یا نباتات۔ ہمارے ہوا  
نہ وہ میں نہیں آگاہ کرتا ہوں۔ اور کہہ دیتا ہوں کہ تم مجھے رفیع الدرجات  
نہیں مان سکو گے۔ اور منہج ان کمالات نہیں جان سکو گے جب تک اس  
رفیع الشان سید نبی عالمانِ مسلم کی نہ صرف ذات مستخرج حیات کو سب سے  
رابع قرار دو۔ بلکہ اس پر کمال کو بھی ادفع و انتہی سمجھ کر اپنے تئیں نیچا نہ کرو  
اور اپنے منوبات کو پست نہ جانو۔ خواہ یہ صیغہ خدا صلیم کی عزت و جودت  
کو ہر بات میں ملحوظ خاطر رکھو۔ اور ان کی کرامت و شہادت کو اپنے سونے  
قلب میں جگہ دو۔ جس سے تمہاری آوازیں اس سرور عالم صلیم کے آگے  
و اس کی سب سے پہلے جو ہاویں۔ کہ ہر تمہاری آوازیں اس حقیقی محرم راز کی آواز  
ہو جی لوگ نہ ہوں۔ اور تمہاری باتیں اس تاج اور رسالت صلیم کے لئے  
و مکی ہو جاویں کہ پھر تمہاری باتیں اس سکھانے میں ایسی اونچی نہ ہوں گی  
انکے دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ایمان ہو گا وہی آواز سے تمہارے  
قلب میں ہو جاویں۔ اور تم بے خبر ہو۔ غفلت نہ رہے کہ حق تعالیٰ نے  
اپنی نیکوئی کے الفاظ میں تو انصاف سے صلیم کے سامنے صرف آواز کے  
پست و سنی اپنے یہ علم دیا ہے۔ اور حضور صلیم کے آواز بیاں مگر

سے آواز و نیک بندہ ہوئے من فرمایا جس پر آواز پائے کہ تمہارا کوئی نانا لایا ہے کہ  
اس کی آواز سے نکول کی آواز سے اونچا ہونا پائے۔ وہ اسے پس کہ کوئی نانی ہاں  
معاذ اللہ حضور کیلئے جو جب ضرورت پیش ہو تو کیونکر آواز کی سزا بخندی جو  
بانوں میں ہوتی ہے۔ حج الیہم تو اس توحید کے لئے۔ البتہ حضرت  
ہے اور نہ موجب۔ حج و طواف سچہ کو مگر اسے حضور صلیم کے لئے  
حضرت رسالہ سمجھا دیا۔ اور خداوند غیاث کیا ہوا۔ کہ اس  
لئے کہ دعوت صوفیہ میں ہم ہم سے ہنسنا۔ مگر ہم پر ہوتا سمجھا جائے  
ہو۔ اور کچھ آواز کے ساتھ باہر کر کے سے کہ تم سے بے لاف اور  
محاطات میں آواز ہونا پائے جائے۔ اور کوئی شخص حضور صلیم سے ہم راہ  
نہیں چہ جائیکہ غیبت پائے۔ اور نہ محاطات میں آواز۔ اور نہ قلام میں  
یہ ماننا۔ مگر وجہ پست ہو کر جس اوتعلیٰ و اطہار کی حضور صلیم کے سامنے  
پست و مخفض رکھو۔ ان قصود سے۔ جیسا کہ سب کے مراتب و درجہ  
اس سید ولد آدم صلیم سے پست و مخفض رکھے گئے ہیں۔ اس سے جملہ دنیا  
ہو کہ چلے تمہارے مراتب و درجہ پست ہیں۔ تمہاری آوازیں ہی  
پست ہوئی چلائی ہیں۔ تاکہ تمہاری اپنی و غور و تحقیق حضور صلیم کے سامنے ہر  
تقریب ملحوظ رہے۔ اور حضور صلیم کا تشریف شان و تعلق مکان تمہارے  
لئے نصب نہیں۔ جب تم اپنے تئیں ہر وقت پست کہو گے۔ اور حضور صلیم  
صلیہ کی رتبہ سے اونچی رہو گے۔ چنانچہ رکھو گے۔ تو تمہارے علم و ادب  
عمل۔ تمہارے رتبہ و مقام کے لئے ایک بار افسوس ہے۔ اور حضور صلیم  
کے کلمات و بیانات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راز اس سے کہ حق تعالیٰ  
سے تمہارے یہ فائدہ ہو گا کہ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور صلیم کے جسم











وہ چیز جو عروج و چوڑی کر کسی نام سے نام دے رہی ہو۔ یا سنگسٹان شہر  
پہنچا کسی اعتبار سے معتبر ہو۔ قرب الہی کے لئے حیات کی ناپائیدار  
ہائی۔ اور روح و رواں کی کیفیت کمائی۔ بلکہ وہ چیز بھی جو عروج پہلے تھا  
عدم و قدم فرستے میدان جہم سے قرب الہی کی بدولت نیست کے نام  
سے نامزد ہوئی اور معدومات کی قدرت کے ہادیں آئی عروج کوئی چیز کوئی  
نام نہیں پاسکتی۔ جب تک قرب حق مہل و علی اس کا قرین نہ ہو۔ اور کوئی چیز  
نیست یا نیست نہیں کہلا سکتی۔ جب تک ڈوٹو باری عزائم اس کا ہم نشین نہ ہو  
قرب ہے جس سے ملکوت اسماوات و الارض کا قوام و نظام شمسی و قمری کا  
تقارن۔ قرب ہے جس سے نباتات کا وجود و جمادات کا وجود۔ قرب ہے جس  
سے حیوانات کی حیات و راجیات کی نشاۃ قرب ہے جس سے نخل باسقات  
و اشجار۔ انجان قرب ہے جس سے فواک پر لذات و لعلی و مخلوقات۔ قرب  
ہے جس سے عنہ لمبوں کے فیض نعمات۔ اور طبع کے طریق ترنات۔ قرب  
ہے جس سے بچوں کی مہاک اور بیل ہزار داستان کی چیمہ۔ تقریب  
جس سے حیدران جہاں کی و لفریب صورت۔ و ماہ بردمان زمان کی محفل  
تقریب صورت۔ قرب ہے جس سے حضرت امان نے اشرف المخلوقات کا  
تہہ پایا۔ اور اس کے حصے میں و حقن اقریب الیہ ہیں حبیب الوری  
کا ایام آیا۔ قرب ہے جس سے امیاء و ملائکہ مزیجہ۔ و اولیاء و قلائد  
نیزان آمود۔ قرب ہے جس سے امام علیہ السلام فرشتوں کا سجود و قرار پایا  
اور بلشت کا مفضل۔ کجا گیا۔ قرب ہے جس سے نون علیہ السلام  
و بیابان لا یغنی پادشاهان لایا۔ اور سالکان مساک۔ ان کا خرق و عینان  
سے کیا۔ قرب ہے جس سے ایام علیہ السلام پر لاکھزار ہوئی۔ اور

[illegible]

این تقریب است که در آیه بقدره اش  
و این نعمت عظیم که بندگان را  
حقا که هر یک یکی را هدایت و نور  
و کمال داد که در حق تعالی



تیسری آیت میں سوئی ہے کہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے بہیم ٹھیکر کیا ہے۔ یا  
 تو اس سے قطع و سوئی ہے کہ استغفار ہے۔ جو یہ سبیل مسارات عدد و  
 آریہ۔ اور حبیب و محبوب کے درمیان ہی واقع ہونا پایا۔ تاکہ مجاہد مسامح  
 میں بہیم نہ گزرائی و قہر پیدا کرے۔ اور لوگوں کے درگشاہ و راگ کی آٹھ  
 تہ نقاب تاب رکھ کر ان کے وفاق و اشتیاق کو ہر دم تازہ رکھے۔ اور خود  
 جلالت تاب عشوق کے اندازوں و نوا میں ہو کر جانتا نال رسالت کے لئے  
 روح پرور و فنا کاران نبوت کے لئے راحت گستر ہوئے۔ یا مقصود  
 سوئی ہے کی عظمت شان و اجمال مکان ہے۔ جو خلق اللہ کی پہچان میں آئے  
 اور لوگوں کے فہم میں سمجھانے سے لاکھوں فرستادہ دور۔ اور ہزاروں  
 طرز مبرور۔ اور جتنا ناسب کہ جو چیز ہر عرش کے بعد وحی کے بعد نے کے قابل  
 ہوئی ہے۔ وہ ایسی نہیں کہ کوئی چیز اس کی وہاں نہ دفعت و دفعت کے ساتھ  
 دم پرسی دے سکے۔ اور اس کی عظمت و جلالت کو اپنے برابر دکھاسکے۔ اور  
 نہ اس لائق ہے کہ صیغہ خدا صلیح کی زبان حکایت بیان سے تاثیر اظہار  
 لغویں لکے۔ و کفر اخیل و دوا سے بہتہ علانیہ اور پائے۔ اور یہی قصہ شان  
 لیاخت و کبر۔ جس پر بنا کر ہی آوے۔ اور قصہ شان کے بعد ہی ضروری ہے  
 کہ طالعین امتالات محرمی و عاشقان کدالات احمدی کے افلاک علیہ و البیان  
 سمجھد۔ اجداد آدمی کے سے عزت و رازہ کی امتالیات رکھیں۔ اور ان  
 کے آفتاب اقبال و اجمال کی نظر رکھ لی تاب لاسکے۔ اس لئے سوئی ہے  
 بہیم قبول الیہ۔ اور اس کے بعد یہی نقل نہیں لکے گی کہ یہی ہے  
 اللہ تعالیٰ ہے حبیب اللہ محمد کے و الیہ منزل کی شان بیان و تفسیر کہ  
 اس سے امتالات و اجمال کا مال و اجمال رکھتا ہے۔ اس کے بیان میں نہ تو

نہ جوتاب ہے۔ اور نہ اس سے امتالات کا کوئی وقت و لمحہ لکھتا ہے۔ یہاں تک  
 جس کے آفتاب صدق و معارفہ یا پائے۔ ماورائے علم و حیا امتالات  
 وہ علامت کذب کی تاب نہیں لاسکتی۔ اور وہ تاب و شمع کی آفتاب میں  
 اس کی چشم فروغ خشم سے ظلام کذب و مہر با گر جاگا۔ اور اس کے ظہور سے  
 نور نقاب خواب خطائے جاگا۔ وہ مظل و اراستی ہے۔ وہ شمع اسرارنا قلمی  
 جو دیکھے اسے کیونکہ چھپائے۔ اور جو پائے اس کے خلاف کیونکہ کھلے پس  
 لا محالہ ہم سے قائلانہ انقواء و مسامحہ کی تصدیق پاوے۔ یا سوئے  
 مری کے اعلان میں صادق و مصدوق کو ملوائے۔ کیا یہ کوئی بات ہے کہ ہم  
 اس کی وحی ہوئی چیز کے حق میں اس سے جھگڑا کرتے ہوں۔ اس کے دیکھنے کی  
 کیفیت پر اس کے سامنے بائیں گھڑتے۔ کیا تمہیں ایسے وجود خداوند  
 کی پر بات پر یقین نہیں جس کی صداقت کا سورج ہر آن جلائے۔ یا معلوم فرور  
 اور ایسے مہر و فائز حیل کے روتہ امتداد پر امتداد نہیں جس کی حق گوی کا چاند  
 پر گھڑی ہوتا ہے۔ حاستہ روتہ امتداد تم تو اس کے ایک ٹھہر کے دیکھتے کو  
 ٹھہری بات سمجھ لیتے۔ اور اس کی روتہ قالی پر حیران ہو کر جھگڑا کر رہے ہو  
 حال یہ ہے کہ اس نے تو اس کو وہ مری و مہر اترنے وقت حدتہ الفت  
 کے پاس بھی دیکھا جس کے قریب و صیغہ خدا صلیح کے کسی قدر میں لیتے اور  
 مظلوظ قاطر ہونے کے لئے آرام کا پیشانی ہے۔ یا مری سے کہہ کو  
 حق تعالیٰ کے نور نے ہر طرف سے و جلائے انوار تھا۔ اور اس کے ظہور سے  
 ہر ایک اپنے کو چھلانت سے ناپا جہ۔ اس سے سب سلامتوں کی شہرہ تو آگے  
 تو دیکھنے سے ہے تاب ہو کر مری سے مری۔ اور حق قلم کی کدات سے  
 کمالات کے نظارہ سے ہر شے باکر میری سے مری۔ اس سے شمع حق جہ



استقلال کی وہ کیفیت تھی کہ بوقت نظر کی جمال و جمال کے سب سے  
بڑے نشانات اس نے کلمہ کمال دیکھے۔ اور بصیرت و خبر کے اشتغال کی وہ  
بیانات کہ بوقت تماشا گری نوات سطح صفات اکمال کے ہلکے بڑے  
علامات دل کھول کر دیکھے۔

یا خیلوں میں ولایت حواء من بشرا      کو کائنات حسن الدنیاء و لہ نظیر  
و اللہ تعالیٰ من اراد اللہ صوابہ      سال المخلوق و حکم پھر و لہ نیش  
موسے زہوش رفت یکے باوہ صفات      تو عین و ات می نگری و در تسمی  
شب معراج کا ہر سانہ صفات      اپنے محبوب کو بلانا تھا  
اپنے محبوب کو بلا کے وہاں      مستحضر ہر جگہ نا تھا

ان آیات کریمہ میں رحم الفات ہے۔ ان اصحاب کے لئے جو عیسے علیہ السلام  
کی شان کو آسمان پر جانے کے سبب حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے آویختہ  
جانتے ہیں۔ اور سیدنا ابن مریم کو زمین سے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے  
کے باعث بہتر و برتر مانتے۔ اور نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ کا مسیح علیہ السلام کو  
اپنی طرف اٹھالینا جو نص قرآنی سے ثابت ہے۔ یہ سچ نہیں رکھنا کہ اسکے  
خوارج و کرام کو اس درجہ پر پہنچایا جائے کہ اس کی فضیلت انبیاء و سابقین  
یا آئے والے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ثابت ہو جائے یا صاحب المرحلہ  
نبی کا مرتبہ اس کے یکجہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھانے  
سے مخصوص وہ تھا کہ اس کو وہ دونوں کے شر سے نجات دی جائے۔ اور آسمان  
پر زندہ ہو کر بوقت حاجت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی نیابت پر نکلا جائے  
عیسے علیہ السلام کی شان کو آسمان پر زندہ وہی۔ اور چونکہ ان کا وہ دنیا سے  
تعلق یکدم منقطع ہے۔ اور اس کو اپنے خیراتوں کی طرف ہی زمین پر اترنے کی

امانت نہیں۔ لہذا جہات متوی فیہ مشورہ سے تو وہ زندہ ہیں۔ مگر تزلزل  
الی الارض پر قبل از وقت قدرت نہ پائے۔ اور اس حیثیت سے قبل از وقت  
اہل زمین کے کسی کام میں نہ آنے کے قاطع سے وہ اہل زمین کے لئے زندہ  
نہیں ہیں۔ بلکہ اہل زمین کو اپنے نابالغ مفاد کے لئے انہیں اسروست زندہ  
سمجھنا کیا فائدہ۔ نیز قرآن کی کسی آیت سے صراحت ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح  
علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ اور اگر قرآن کے الفاظ ہی ہلکے کا وہ کسی  
جائے۔ اور عاویث کو سبب عدم حق فیہ متبررات آیات و حکایات جان کر ان کے  
حیات مسیح کے باب میں کام نہ لیا جائے تو عیسے ابن مریم کے حق میں جو ایسی  
مستوثقیات وارد ہو اسے ان کی وفات جیسے سمات کا جو ہم سے دور ہیں  
شک نہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے مقتول و مصلوب ہونے کی بھی نفی  
فرمائی ہے۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کے حبیب کو اس کی قوم کے پیش کر دیتے  
کی خبر دی۔ مگر مقتول و مصلوب نہ ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ علیہ السلام  
بعوت اسی بھی میت نہ ہوئے ہوں۔ اور آسمان پر دنیاوی زندہ کی سے زندہ  
ہوتے ہوئے۔ اس لئے حسب بات قرآنی۔ وہ دنیاوی حیات سے زندہ و ثابت  
ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف ان فضول میں آسمان پر گئے ہوئے ہونے جاتے۔ بلکہ  
حافظ خدا نے آیات قرآنی مصلوب و مقتول نہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھانے  
کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور وفات کے لفظ کے نیچے آئے ہوئے دکھائی دیتے  
اور چونکہ وفات دیا و تھا جو حسب امت عربی متونی کا اور قرار پاتے ہیں۔ اور  
باقی احوال عربی موت کے مٹنے کے علاوہ اور عالمی میں بھی آتے۔ لہذا  
شرک المعالیٰ سمجھے جاتے۔ اور عمل و تقیہ ہونا پاتے ہیں۔ اس لئے حق تعالیٰ  
بیان سے عیسے علیہ السلام مقتول و مصلوب سے یکساں علی حق تعالیٰ







زندہ رکھنے کے لئے کافی تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بخش  
گئی۔ پس یہ رفعت اس رفعت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بلندی اس بلندی  
کے مساوی نہیں کہلا سکتی۔ جو حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر سے درہات  
دوسرے انبیاء سے افضل بنائیں عطا ہوئی۔ لہذا رفعت عیسوی جہانی  
کہانی۔ اور رفعت محمدی روحانی۔ اور روح کی توقیت جسم پر ایسی نہیں جس  
سے کوئی دوسرا شہوات کا رکھ سکے۔ اور صاحب عقل اس کے نہ ماننے پر اصرار  
روح کو لوٹنے والے رہا۔ اور جسم صرف لب کشا روح شکار فنا فناء تار  
اور جسم نافذات غوال کو ہمار۔ روح گل عنبر لویا۔ اور جسم گل صنوبر یاد  
گلین ہاں را کہ گل کا شستہ لڑوئے غنچہ بول و شستہ  
روح شہ شہ خروزم۔ اور جسم شہد ان رونق اندوز۔ روح نور دیدہ بخش۔ اور  
جسم شبہ بکور حیرت نفش۔ روح سلطان باعز و باوقار۔ اور جسم عظمت کردہ  
بے شک و بے اعتبار۔ الغرض رفعت الی اللہ بولف قرآنی سے عیسیٰ علیہ السلام  
کے لئے ثابت ہے۔ ایسی نہیں جس میں دوسری چیزیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
ماتر شریک نہ ہوں۔ اور نہ ایسی جس کے حصول میں طہارت اس کے ساتھ انبار  
نہ ہوں۔ کھات طیب و اعمال صالحہ و ارواح زکیہ و نفوس پاک و اجرام فلکیہ و  
بقیات قریہ و عقیب بھی ہیں۔ جو اس رفعت میں عیسیٰ علیہ السلام سے متشارك  
ہیں۔ اور قریہ و باقی میں حضرت عیسیٰ سے متفارب۔ بلکہ یہ رفعت جہانی جو دنیاوی  
معدود سے تہیہ ہو کر ملکوتی صفت پر مکی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کسی عرصہ  
تک اس پر قیام ہو گا۔ پھر نہیں۔ اور کچھ مدت تک قائم ہو گا۔ پھر نہیں۔ یہ  
رفعت حضرت عیسیٰ سے مذکورہ بالا چیزوں سے پہلے کہی گئی۔ اور ان کی اثرات  
جہانی سے پہلے ظہور میں آئی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام زمین پر سو وقت آئے

جیکہ مذکورہ بالا چیزیں اپنی رفعت پر بحال ہوئی۔ اور خلق اللہ کی ہدایت۔  
اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے لئے اس وقت نزول فرمائیں گے۔ جبکہ  
مذکورہ بالا چیزیں اپنی بلندی پر ہر قرار ہو گئی۔ پس مذکورہ قیامت کس چیز  
کی ہوئی۔ اس کی جو بلندی اتر آئے۔ یا اس کی جو قرب اتنی سے دور تک  
متناظر ہے۔ اور فوقیت کس کی۔ اس کی جو عنقریب رفعت کو چھوڑ دے یا  
اس کی جو بعد میں بھی رفعت پر ہر قرار ہے۔ پس ثابت ہو گا کہ رفعت جہانی  
کے لحاظ سے نفوس زکیہ و اجرام فلکیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تفارک  
اور بلندی جسدی کے اعتبار سے ہویات قریہ و عقیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
سے اکمل۔ اور رفعت عیسیٰ سے کم درجہ ثابت ہوئی۔ اور سب سے بڑی مالی کمی  
مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت وہ ہے جس کا پائندہ اس وقت بھی شرف اون  
پر ہو گا۔ جبکہ یہ پائندہ قریہ ہی میں گرایا جائیگا۔ اور ان کی قیامت کا سہرہ  
اس وقت بھی چمکنا ہو گا۔ جبکہ یہ سورج معوض قہار میں جا چکے۔ نیز کہا جا  
سکتا ہے کہ رفعت الی اللہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ثابت ہے۔ اگر جب  
اسلامت اسلام بھی رفعت سماوی ہے تو آسمان کیلئے۔ گویا ایک عالم میں  
ظاہرین کا عالم ہے۔ اور قاضین و ساجدین کی اقلیم۔ وہ شہداء جمال ہوا  
کے اس زمان کا مقام۔ اور بادشاہ عظیم الشان کے خاص بندگان کی جائے  
آرام۔ اس میں شہرہاں کے گھنے کی محال نہیں اور شہرہاں کے بچاؤ میں  
کوئی قیل و قال نہیں۔ وہ پاک لوگوں کی تربت گاہ۔ اور نیک بندوں کی  
جائے پناہ ہے۔ اور اس کے مقابلے میں زمین ایک یاغیوں و طاجیوں کا  
دارالمان۔ اور سرکشوں و نادانوں کا مقرر عدوان۔ اس میں خیانت کے کثر  
انوار ہم پہنچا گئے ہاتھ۔ اور قیامت کے سبب تمام عمل میں لائے جاتے ہیں



لوگ مشرب ہوا۔ کی طرت ہر چاہیں ہائیں۔ اور اگر گنہگار کی طرف سے  
چاہیں کھلیں۔ ان کا دستور اصل خلافت مامور اللہ اور اقصیٰ اہل جہت  
مانی اللہ۔ ان کا حکم ان شیطان عین۔ اور ان کا تابع قرآن انسان بنے یقین  
ان کا بایں شرف انخلوق کہلاتا۔ اور بایں حکم الہی ہوتا۔ اس کو حق تعالیٰ  
نے ان کے راہ دستہ ہلانے اور شرف نفس و شیطان سے بچانے کے لیے بھیجا  
وہ عالم لا ہوت سے تاسوت میں آیا۔ اور ان کو لاہوتی صفات کی طرف لانا  
جایا۔ جو ان میں سے نیک ہے۔ وہ باہر کے فریاد دار رہ کر مقبول بارگاہ  
لہوت ہونے۔ جو بدینے روح ہوا۔ تابع خواہشات نفس رہ کر مہرود درگاہ  
بے پس نہیں ہو۔ اصل مالا مان فساد و فحار ہے اور بیت مطہیان بنیاد  
و انشاء حق تعالیٰ نے جسٹ نیچا کہ باغی و طاغی ہر جانب سے چڑھ آئے۔  
اور زمین والے فتن ہر طرف سے بڑھ آئے۔ میرے نبی یعنی علیہ السلام کے  
خون کے ریلے ہیں۔ اور اس کے حواریوں کے اعدا و مٹھوڑے سے جی لیا  
نے اسے باغیوں کی دامالان زمین سے نکال کر ملائین کے مقام آسمان پر  
اٹھایا۔ اور سرکشوں کی پناہ گاہ سے لاکر سرخزانوں کی قرار گاہ میں بٹھا دیا  
اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو ذریعہ عظم جیسے مرتبے تک پہنچا دیا ہو۔  
اور نہ ختم عقدہ و تہجات کے رتبے پر فائز کر دیا۔ اس لیے حضرت علی  
علیہ السلام کو رحمت آسمانی کے لحاظ سے کسی نبی پر فوقیت نہیں۔ اور نہ  
تھاک جہان کے رہ سے فضیلت۔ اگر شریعہ ماجرت نبوی علیہ صابہا الصلوٰۃ  
و النجۃ حضرت علی علیہ السلام کا حکم آسمان پر باقی۔ تو حسب ماجرت دوسرے  
انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حق تعالیٰ زمین کے کہا جانے سے وافی۔ اگر علی  
علیہ السلام آسمان پر ہم کی بدولت اس وقت پلے ہیں۔ تو دوسرے

انبیاء علیہم السلام بھی آسمان پر بے حق حرکت نہیں رہتے۔ اگر علی علیہ السلام  
آسمان میں عبادت کی فرصت و لذت پلے ہیں تو دوسرے انبیاء علیہم السلام  
بھی با و عبادت میں مشغول نہیں رہتے۔ اگر علی علیہ السلام ہر جہاں کی گاہ  
عالم قدس سے مسرور۔ تو دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی ہر وقت حضرت  
علیہم السلام کے اگر علیہ السلام کا روح جم سے مقربین تو دوسرے انبیاء بھی جم  
پرفزون اگر دوسرے انبیاء کی جہانی کیفیت نہ تھی نہیں۔ تو علی علیہ السلام کی حالت  
بھی دنیاوی نہیں۔ اگر دوسرے انبیاء علیہم السلام بول و بار سے مارا گیا  
تو علی علیہ السلام بھی بول و بار سے کہاں بیچارہ سی۔ اگر دوسرے انبیاء  
علیہم السلام خود و نوش سے بری۔ تو علی علیہ السلام بھی دنیاوی اگس و  
شراب کے غیر حسی۔ پس جہانی رحمت کے رو سے حضرت علی علیہ السلام  
کی دوسرے نبیوں پر کوئی فوقیت ہونی۔ اور جہادی بلندی کے لحاظ سے  
کیسی فضیلت۔ اگر جہادی لحاظ سے فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو وہ جہاد  
پر فضیلت قیام پاسکتی۔ تو وہ جہاد میں سب سے اعلیٰ نہیں کے تمام میں  
نہایت پر موجود ہیں۔ اس نئی سے جس کا جو شریعت نہایت پر مہر ہو و شریعت  
ہو میں کہو کہ ان کا جو پاک زمین کے جس طبع پر نزول فرما چکا ہے۔ وہ  
آسمانوں سے بہتر۔ اور ان کا جہاد شریعت میں خط پاک کو بصورت۔ اور خدا  
کو چکا وہ افلاک سے اعلیٰ۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے قبور جہان کے عظم  
شراف سے پر نور ہیں۔ اہل زمین کے لیے ایسے زین۔ جیسے آسمانی عبادت کے  
اور ان کے مزار اہل الارض کے لیے ایسے جیسے افلاک پر۔ اور ان کے اجساد  
اس لیے ان کے اجساد شریعت سے زمین شرف پذیر۔ اور ان کے اجساد  
علیہم السلام سے اہل زمین انور گیر۔ اور ان کے حضرت علی علیہ السلام کا جو ہم زمین







عظیم ہو قرآن سورۃ ن پھیلی اور قلم اور اس چیز کی قسم جو نکلے ہیں تو  
پہلے ہی قسمت کے ساتھ بخون نہیں ہے۔ اور بے شک وہ حقیقت چیز  
تھی جو بے غیر قطوع اور بیشک تو ہر حال بڑے خلق پر ہے۔  
فہرہ ان چار باتوں میں حق بھانہ و نفا کے حضرت نبی آخر الزمان کی  
کیلیت حال و نیکی مال کا ذکر فرماتا ہے۔ اور اس سید الارباب صلیم کے  
نفا کے اکی و ثنوبات غیر متناہی سے مقرون و مشون ہونے کو مقرر ظہار  
میں لانا اور عطا ہے غیر متناہی سید ربانہ کے حضور صلح کے وجود پر جو  
میں منتظر و حاکم کر میں ہو سہرہ ان چیزوں کی قسم کھاتا ہے۔ جو تمام  
آفرینگان مشہور و غیر مشہور و کاتب و خواندہ میں اور ان اشیاء کی طرف  
آکھتا ہے۔ جو اپنی ریائش و آرائش میں بجز ناصر و نصیر جل جلالہ کے ہر چیز  
کی نصرت و اعانت سے بے نیاز۔ وہ پھیلی ہے اور قلم۔ اور وہ چیز جو نکلے  
ہیں۔ ان چیزوں کو حق تعالیٰ پہلے کن نکان میں لایا۔ اور انہوں نے سب  
سے پہلے نصرت و عاون سے انبیاء پر یا پھیلی کو اس وقت پیدا کیا جب کہ  
نہیں کی پیدا نش و نفاش کا نظام و پیش تھا۔ اور اس کے واسطہ اور کا  
عالم و غیر غور و ہزاروں کشتوں اور لاکھوں کشتوں کے وقوع میں  
آسنے کے لئے زمین کو پشت ماسی قرار دیا۔ اور چہرہ منقوش اور رگیدہ  
احصائوں کے تصور ہائے کئے اسے پھیلی کے جو پر ہمارا بختا قلم کو جس  
کا وہ دونوں سے ہے۔ اور طول ماہرین السام و الارض۔ اس دم پیدا کیا۔  
جس کوئی حصہ و کم نہ ہو سہرہ ان چیزوں کے منصفہ و شہود پر علیہ کرتہ ہوا تھا۔ اور  
اس وقت نصرت و عاون کی جبکہ کوئی وجہ و عاون نصرت سے ملت کہ  
زیادہ ہرست سے کہینت ورنہ ہوا تھا۔ قلم ہمارے کن پیدا ہوا۔ اور پھر نظر

حق سبحانہ و تعالیٰ پھیرا پیدا کر کے کئے سے و ہشت پا کر چٹا۔ اور کتابت  
کے حکم سے خوف کھا کر منقش ہوا۔ جب اس کے سویدائے قلب نے  
حق تعالیٰ کے ڈر سے تنگ نہ پایا۔ ہوں اس کے آیت و ہدین میں اس کی  
ہمیت سے شفاق آریا ملا جرم عنایت و الجلال نے اس کے جواب  
شکافید میں منے شمس و حق تین آکھ بخشی ماوراس کے زوایا سیدہ  
میں شفاق اس اس و شکاریں چشم رکھی۔ اس کے خلق و نفاش میں چہرہ  
میسون فرمہ مایطرون ڈالا۔ اور اس کے آغوش سیر پویش میں سستی تھی  
ما کی تہوں بالا۔ اس کے دونوں لبوں میں مایہ کی اعظام مسما۔ اور  
دونوں ہونٹوں میں حلوانے یا سیدہ الانام آیا۔ اس کے عجب ان رقصی مون  
میں عیون گول و روشنائی آئی۔ اس کے اق ام فرخ کام میں نشاط  
سے سرعت و امشاط سمائی۔ اس روشنائی میں سے روشنی ہوت نظر آئی  
اور اس ظلمات میں ابھارت رسالت نے جھلک کھائی۔ اس لئے سے  
یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم اپنے تمام تار فرق۔ قدم سامع زید و ہاکم  
کے لئے گائے لگا۔ اور اس

کے کو یا رب کہ دو در شرف علی اکرم لکھ کر منزل و گ و مدین ہا کرم  
کے تر تات مسلمانے لگا۔ اسی سب سے قلم کا رویہ سر کے بل چٹا۔ اور  
چلے وقت اس سے آواز کو نکلا ہوا۔ کہ کیا حبیب پلٹا ہے تو جنتی حق  
نبوتی میں آکھل سے آکھو ہانا ملد نہ ہان سے عشق کی گیت تھا ہے  
اور حبیب ہان کا غار میں حرکت نہاتا۔ اور کوئی خبر نہ تھی نہ تو یا و  
دوست میں حکایت ہانا۔ اور غرق ہا میں شکاراٹ مسکت سے  
لشکرانہ نے جوں حکایت کی کہ۔ اور ہوا کی ہا شکریت سے گلد



سینہ خواجہ شریعہ شریعہ افراق تا جگہ عالم درویش شتیاق  
 سرمن انتقام من دور نیست یک چشم کور را آں نور نیست  
 بحر حب با مرآت سطر بطرون کے لئے آواز ہو اور کتابت ما  
 یکسویں پر دلا اور۔ تو اسے حکم ہوا کہ مایطرون کی خاطر گلا کر لے  
 اور مایکتیوں کے لئے سر لہرائے۔ اس خدا کا رسی کے پے میں جان لوگو  
 مایطرون سے دل شاہ ہو گا۔ اور اس مضیبا شعاری کے صلہ میں شوق  
 سراپا تار مایکتیوں سے خاندان آباد ہو گا۔ اس پر اس نے شریعت سمجھنا و  
 طاعت کے روئے کئے اور کھٹا اٹھنا کے جو دوسرے۔ تب  
 حضرت مایطرون کا جلوہ پایا۔ اور دل پر مایکتیوں ٹھوڑ میں آیا۔ علم جاننا  
 سر کے لپٹ کر آگے بڑھا۔ اور چہرہ نیا نکھڑا کر اس کے قدموں پر گر  
 پڑا۔ اس نے اسے خاکِ مالت سے اٹھا کر اخلاکِ حراست پہنچایا۔ اور  
 زمین نیاز سے ہلا کر دین تازہ چڑھایا۔ تب قلمِ معنوی مایطرون سے  
 پیشا۔ اور محبوب مایکتیوں سے پیشا۔ اس کے زلال وصال سے خشک دل  
 بچا۔ اور خیالِ باکمال سے متجمل بنا۔ اس نے خانہ غالی کوں دلا نامنزل  
 جہانِ شوقی کے مطابق اس کے سودا سے قلب میں نزول فرمایا۔ اور  
 اشعارِ نوئل کے مطابق چہرہ جہانِ مستور بظلمات اس کے  
 ہر ذرہ شگاف میں برہنہ کیا۔ اس سے ظہورِ چشم نے جہاتِ ابدی پائی  
 اور نصیبِ برکات و ثواب میں احساسِ سرمد کی آئی۔ اس نے شہداء ہوت  
 نوس و اللہ و الخلق من نوس ہو گا۔ اور احسن حبیب اللہ و افضل خلق اللہ  
 ہو گا۔ جو شایعہ سے اس تمام پاک کے آجیانت سے چہرہ جہانِ نور و  
 کے خلق میں آئے جس سے وہ جہاتِ ابدی نصیب ہوئی۔ اور کئی

نظر سے اس کے لوحِ خاطر پر گرا۔ جس سے اسے روحِ اودانی کے کوٹ  
 کی دروشت سے مل گئی۔ اگر مایطرون لوحِ مسطورہ پر سائے عاقلانہ  
 نہ ہوتا۔ تو اس کا سینہ خزانہ نہ ہوتا۔ نہ اس کے پیچوں و بے یگوں نہ ہوتا  
 اگر مایطرون لوحِ مسطورہ پر نہ ہیام قیام نہ لگتا۔ تو اس کا سفید گلاب  
 نہ کان و ماسیکوں نہ ہوتا۔ مایطرون نہ ہوتا۔ تو کائنات الہود اشہار  
 کا رقی سے ہوا پڑتا۔ اور نظامِ شمس و ثمری کا کسی کو خواب بھی نہ آتا۔  
 مایطرون ہی کی خاطر قلمِ سجود و سجود ہو گیا۔ اور اس کا شہود ہو گیا  
 مایطرون ہے جس سے سرتلے آسمان پر کھٹا۔ اور قندیلِ عشرت مجھ پر  
 جگمگائے۔ مایطرون ہے جس کی بدولت علومِ حق کی رات و شروت  
 برپا ہوئی۔ اور معنائ و بدائع کی صورتِ حیرت سے بھری۔ مایطرون ہے  
 جس سے تنجات کے چشمے جاری ہوئے۔ اور شکر کے شے ساری مایطرون  
 ہے جس کے حبیبِ انبیا علیہم السلام جہانِ شریعت پر کھڑے ہوئے۔ مایطرون کے  
 شایعہ متلائے ہوئے۔ اور اولیائے کرام ان کے مقبضین کھڑے۔ مایطرون ہے  
 جس کے ہنسی کھلے ہوئے۔ مایطرون ہے جس کو اشارہ ہر ایک شہر کے  
 دل کا سہارا ہے۔ اور ہر ایک شہر کے مدبر ہے۔ مایطرون  
 ہے جس کے نظام سے ہر ایک کوں نے نام کوں سے توحید کی راہ بتلائی کی  
 خاطر سلام ہوئی کے گریبانِ چاک کر لئے۔ اور بنگوں نے بدوں سے عدالت  
 دیکھنے کے مدت۔ مایطرون کے رستے نور کا ہے۔ مایطرون ہے جس  
 کی طرح لہر حق سجاد و تہذیب سے اس کی کائنات شان و جلالت مکان کو سیر  
 کے دلِ ظاہر اور باطن سے اس کے لئے حکومت و کھلائے ہوئے۔ مایطرون  
 ہے۔ مایطرون ہے جس کی ملک کوں نے جہانِ شریعت سے



کی نعمت بغیر مقرون بالجنون کو غیر مستحسن مومن کی طرح پڑھا کر سب کو گمراہ  
 اور جس کے عقوفاطرو سینہ خاطر پر رسول خدا صلعم کے اجر غیر ممنون و  
 خلق نیک ایمون کو مستحسن مضمون کی مانند بجا کر سب میں جلاوہ گرومایا۔  
 دوسری آیت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اپنے رب کی نعمت کی سادہ  
 جنون نہیں ہے یعنی کفار نابکار کو جب تو راہ حق و سبیل حق کی طرف بلاتا  
 ہے۔ اور ان کے باپ دادا کے راستے بت پرستی و خمرستی سے روکتا ہے۔  
 تو وہ اس کو خلاف راہ عقلا و ضرر کے اول انہی جان کر تجھے دیوانگی  
 کی طرف متسوب کرتے ہیں۔ اور جنون کے ساتھ مشہرت جیتے۔ مگر تو اسے  
 حبیب صاحب نعمت ہے اور مالک کرامت۔ تجھے راہ رسالت پر چلا یا  
 ہے۔ ساور درجہ و محبوبیت تک پہنچا یا تیری سب باتیں بجا ہیں۔ اور سب  
 کار و اعمال قابل ثناء۔ تو ہر بات کو جانتا ہے۔ بخیر نہیں۔ اور ہر چیز  
 کو دیکھتا ہے۔ مگر بصر نہیں۔ تجھے ان کی محفل آرائیوں سے پوری آگاہی  
 ہے۔ اور ان کی ہرزہ و راہنوں سے کافی مشناسا فی تیرا بت پرستی کو  
 پہچان رہا ہے۔ ان کے نزدیک جنوں ہے۔ اور رشتہ جاہلیت کو پہچان  
 رہا ہے۔ ان کے ان راہوں۔ وہ تجھے مقام توحید کو جاننے کا سبب  
 سمجھون کہتے۔ اور راہ صفا چلانے کے باعث پر شکون جانتے۔ ان کی  
 راز خانی سے غلبین نہ ہو۔ اور نہ ان کی باد و بھائی سے حیران نہ ہو۔ ان کی  
 گمان کے پیچھے جاتے ہیں۔ اور جو ادھوس کی کمانی کھاتے۔ ان کی حقیقت  
 کی راہ سے خیر نہیں۔ اور ہندو اقلع سے اثر نہیں۔ ان کے دل اور اچھوں  
 سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے انہیں تیری نبوت کا احساس نہیں۔ اور ان کے  
 کان مقالات حق سے بھی بہرہ نہیں۔ اس لئے انہیں تیری رسالت کی



کی نعمت غیر مقرون بالبنون کو غیر مستثنیٰ ہونے کی طرف پڑھا کر سب کو سکھایا  
 اور جس کے لفظ غاطر و بینہ غاطر پر رسول خدا اسلام کے اجر غیر مستثنیٰ و  
 خلق نیک و مہربان کو مستثنیٰ ہونے کی مانند بجا کر سب میں جلوہ گر فرمایا۔  
 دوسری آیت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اپنے رب کی نعمت کی سادہ  
 محبتوں میں سے یعنی کفارنا بکار کو جب تو راہ حق و سبیل حق کی طرف ہوتا  
 ہے۔ اور ان کے ہاں داوا کے راستے بت پرستی و خمرستی سے روکتا ہے۔  
 تو وہ اس کو خلاف راہ عقلا و دہندہ رائے اولیٰ الہی جان کر تجھے دیجاتی  
 کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور جنوں کے ساتھ مشرت جیتے۔ مگر تو نے  
 جدید صاحب نعمت ہے اور مالک کرامت۔ تجھے راہ رسالت پر چلایا  
 ہے۔ اور درجہ محبوبیت تک پہنچایا۔ تیری سب باتیں بجا ہیں۔ اور سب  
 کلام روایاں قابل شمار۔ تو ہر بات کو جانتا ہے۔ پیغمبر نہیں۔ اور ہر چیز  
 کو دیکھتا ہے۔ بے بصیر نہیں۔ تجھے ان کی محفل آرائیوں سے پوری آگاہی  
 ہے۔ اور ان کی ہرزہ درائیوں سے کافی مشناسائی۔ تیرا بت پرستی کو  
 اپنے ازواج بھٹانے کے نزدیک جنوں ہے۔ اور رشتہ دیہا بلیت کو بیچ  
 در بیچ ہانپنا ان کے ہاں نہ ہون۔ وہ تجھے مقام آوجہ کو لے جانے کی طرف  
 بھٹون گئے۔ اور راہ صفا چلانے کے باعث پرشیون جانتے۔ ان کے  
 اثر خانی سے غلبین نہ ہو۔ اور نہ ان کی باد پیمانی سے حنین۔ ان کے  
 گمان کے پیچھے جاتے ہیں۔ اور ہوا و ہوس کی کمالی کھاتے۔ ان کی حقیقت  
 کی راہ سے خبر نہیں۔ اور ہند و فصل حج سے اثر نہیں۔ ان کے ولی نور انجمن  
 سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے انہیں تیری نبوت کا احساس نہیں۔ اور ان کے  
 مکان مقالات حق سے بھی پرے ہیں۔ اس لئے انہیں تیری رسالت کی



اس میں نہیں۔ تو قی اللہ تعالیٰ کی نعمت سے خوشحال و شادان رہ۔ محزون نہ ہو  
 اور اس کی رحمت سے شاداب و خندان رہ۔ غموم نہ ہو۔ تو اپنے رب کی  
 نعمت کے ساتھ مجنون نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی دی ہوئی نبوت کے ساتھ  
 جوں نہیں پاسکتا۔ تیرے مساعی جمیلہ وہ ہیں جو کسی پیغمبر کے نہیں۔ اور  
 کمال جمیلہ وہ۔ جو کسی رہبر کے نہیں۔ تیری سنت پر چلنے والے سب کے  
 زیادہ ہیں۔ اور تیرے راستے پر آنے والے سوار و پیادہ۔ نیز اجر و خیر منقطع  
 ہوگا۔ اور ثواب زادہ نافع۔ تو اپنی امت پیغمبر الائم کے حسنات سے حصہ  
 یا تار میگا۔ اور اپنے پیروان کثیر الاعم کے مشروبات سے نصیبہ لیتا رہیگا  
 کفار و نیکار کے آزار کے سبب جو سب انبیاء سے زیادہ تجھے پہنچایا  
 گیا۔ ہم نے تیرا مزو سب سولوں سے زیادہ کر دیا۔ اور اشرار بے وفار  
 کے اشرار کے باعث جو تمام پیغمبروں سے بڑھ کر تیرے لئے ہوا ہے  
 ہم نے تیرا اجر تمام انبیاء سے بڑھا دیا۔ کفار کے ہر طبق کے خاکے کے بلے  
 جو انہوں نے تجھے چھو یا ہے۔ تجھے گلزار افکار عطا ہوا۔ اور ان کے ہر آواز  
 کی تلواریں کے وار کے مقابلے جو تجھ پر کیا ہے تجھے خزینہ اسرار و میرا۔ تیرا  
 خزانہ کہیں کم ہونے کا نہیں۔ اور تر و عنقا نہ کبھی ختم ہونے کا نہیں۔ تو ہمیشہ  
 درجہات عالیہ پر چڑھنا چاہیگا۔ اور قرب درگاہ میں سب سے آگے بڑھنا  
 آئیگا۔ پس جو تجھے دیوانہ کہے وہ خود دیوانہ ہے۔ اور جو تجھے جبر فرزانہ کہے  
 وہ خود جبر فرزانہ ہے۔ اگر وہ خود فرزانہ ہوتا تو تجھے کبھی دیوانہ نہ کہتا کیونکہ  
 تیرے عادات و اطوار دیوانوں جیسے نہیں۔ اگر سبانا ہوتا تو تجھے جبر فرزانہ  
 نہ کہتا۔ کیونکہ تیرے اخلاق و آثار جبر و مشاں جیسے نہیں۔ تو تو سیرات کی  
 تختہ اشت رکھتا ہے۔ اور ہر کام کی ساخت و پرواخت۔ تجھے ہر کسی سے



اور بہت قضا ہے۔ اور بہت شخص سے یہاں ملوک بہا تا تو سخت کلامی سے  
 دور رہتا ہے۔ اور شاہ کا دل کے ساتھ ہر کسی سے غنا و تیرے معاملات میں  
 سختی نہیں۔ اور شاہ کا دل میں دشمنی نہیں۔ تیرے دنیاوی امور کا دل سے  
 ملنے ہیں۔ اور سب کام تسامع سے ملنے۔ جو تیرے عقوبت کی اور تیری  
 کوتاہی کے تو اس سے چشم پوشی کرتا ہے۔ اور جو تیرے ساتھ معاملات  
 میں آتی رہے تو اس سے سہل انکاری سے پیش آتا ہے۔ مجھے ہر کام میں  
 بہت اہانت ملے۔ اور آسانی منظور خاطر تیرے سب کام کو لوگوں کی بھانپنے  
 ہیں۔ اور سب تو ال لہ بھاتے۔ تو ہر چیز راہ خدا میں خستہ کرتا ہے۔ اور ہر کسی  
 کی حسد و اندازہ قدر کرتا۔ اور ارباب سے نیکی کرتا ہے۔ اور ارباب سے بھلائی  
 کرتا۔ کسی سے قطع و برہنہ نہیں۔ اور کسی پر تہدید و تشہید نہیں۔ اعلیٰ اونے  
 سے لھلھے مانتے۔ دیکھو وہ دعا کرتا ہے۔ اور چھوٹے بڑے سے ہذا مش  
 چھوٹے حکیمانہ برداشت کرتا۔ بعض سب مکارم و اخلاق تجھ سے ملتا ہے۔  
 ہیں۔ اور تمام محاسن اعمال تجھ سے صادر ہوتے۔ اس لئے میں نے تجھے اتنا  
 لعلی و شہی خلیفہ سے موسون فرمایا۔ اور اتنا لعلی و شہی خلیفہ تم سے  
 مر و خوار رہا۔ تیرے نشان سے کسی کی ہار بھی نہیں۔ اور تیری خوبیوں سے  
 کسی کو ہر کسی نہیں۔ تو اپنی شان میں اکیلا ہے۔ اور اپنی خوبیوں میں نہ والا۔  
 اور شہید و شہید ہے۔ کسی کام کے وقوع پر صلت آٹھا۔ اور کسی چیز کے  
 صدور پر کو کہ ماس کے تحقق انشاء الہی پر دل نہاد کرنے کے لئے  
 ہے۔ اور ہر چیز و ہر شخص کے خیال کے انداز کے لئے تصور کیا  
 ہے۔ اور ہر چیز و ہر شخص کے خیال کے انداز کے لئے تصور کیا  
 ہے۔ اور ہر چیز و ہر شخص کے خیال کے انداز کے لئے تصور کیا







نہ جانے سے پیدا ہوا تھا وہ سہرا اس خطاب کے طاری ہو جانے  
 کے بعد جو اپنی جہت تک سلامت میں مشہور ہوا۔ اہل دنیا کے متعلق  
 شخصی کے اشارہ طبعان عالم قدس کے ہر جہت پر ربط و قبض کے تشابہ کے  
 خیال سے گذر کر قبض و دامی و بندش دامی کے حلول کا جو اپنے متین محل قرار  
 سے نیچے لئے۔ اور موضوع عن الہی کچھ بچے۔ وہ رات کی حقیقت کو جو  
 حق تعالیٰ کے چہرہ انتشار سے خارج نہیں۔ اور اس کے ماکٹے اور طاق  
 ہونے میں عاجز۔ اپنے سبب صلح کی تسکین قلب کے لئے پیش کرنا ہے۔  
 اور بھلا کہ یہ کوئی شخص جس کے دل کو میری یاد کی لہو لگی۔ اور اس کے  
 قلب پر میری محبت کی حقیقت کی نسبت۔ مجھ سے رات اور دن دونوں  
 میں جدا نہیں ہو سکتا۔ اور رات کے خفا کے اندر بھی دل کی روشنی کی طہار  
 مجھ سے غنی نہیں ہو سکتا۔ میں ہر حال اس کے قریب ہوں۔ اور اس کی دولت  
 کے لئے حسیب۔ ویسے تو ہی مجھ سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اور میری پائنت  
 کہیں جا نہیں سکتا۔ نیز سے قلب طہر پر انوار وحی کا اجالا روز روشن کی  
 طرہ میری آن سے ہے۔ اور تیرے لئے شیر پر انداد وحی کی آری کی  
 شب بجا کی مانند میرے قربان سے تو تو سہا سعادہ ہے۔ اور  
 اور کرانت۔ آفتاب وحی کا طلوع تیری رفعت بڑا نہیں سکتا۔ اور  
 اس کا عرق بہت تری عظمت گہا نہیں سکتا۔ تو ہر حال رفیع الشان ہے  
 اور رفیع الشان تیرا قلب و اعراض ہے میں سے چھوڑ نہیں سکتا۔ اور  
 تیرا دل میری منزل ہے میں اسے تو نہیں سکتا۔ میں تجھے کیوں نہ بخش  
 رکھوں جبکہ تو میرا حسیب ہے۔ اور تجھے کیوں جہاں نہ بول۔ جبکہ تو  
 میرا مال و مالک ہے۔ دن چڑھے ان دوسرا گئے عالی مقام کی قسم کہ

تیرے رہنے تجھے چھوڑ نہیں دیا۔ اور تیرے مال کے تجھے ناپسند نہیں رکھا  
 تو میں جان کہ ہر آخری گھڑی تیرے سے پہلی گھڑی سے بھی ہے اور  
 ہر ساعت پسین تمام ساعات سے انوکھی جس میں تیرا جو خفا عاف ہوگی۔  
 اور تو مختلف تیرے و ربات عالی بلند ہونے جائیگے۔ اور تیرے مرتب  
 رفعت پائنے۔ بیشک تیرا کمال ہر ساعت بڑھتا جائیگا۔ اور تیرا مال ہر حال  
 اچھا ہوتا آئیگا۔ انبیاء علیہم السلام ہر گھڑی تیری رفعت مناسبت سے  
 چیراں رہینگے۔ اور اولیائے کرام تیری کثرت و عبادت پائنت بدین نظر  
 آئیگے۔ تیرا میدان قبول میں ہر گھڑی قدم گئے ہوگا۔ اور جن و جن تیری  
 رحمت سے حصہ مانگے ہوگی۔ تیرا رب تجھے ہر نکی و فاجر سے آسان دیکھے کہ  
 اس کی صورت فراموشی پر تو جو بی راضی ہوگا۔ اور ہر پروردگار سے  
 آسان دیکھے کہ اس کی قز وں جا وانی کے لئے تو خود قاضی ہوگا۔ تمام  
 خدائیں میں ڈھونڈ لیں۔ اور تمام حجت و رتبہ کھول کر رکھیں۔ کسی لوازم  
 رسول کے لئے بھی ایسے شہادت و بیظمان نہیں پائیگے۔ اور ایسے شہاد  
 و کلمات دیکھیں میں آئیگے۔ یہ معرفت ہر آفتاب و کائنات و قمر نبوت صلح  
 کی شان ہے۔ ہر حق آزمائش ان وصفتوں اور بیان کہوتے۔ اور حضرت  
 محمد مصطفیٰ و ائمہ حق صلح و اولیاء و آلہ و سلم نام رکھتے ہیں  
 شکر اللہ شکر اللہ علی ما اعدا علینا فیہ  
 اس لئے وہ مسلم سب ایسا ہو سکتا۔ فضل ہوئے۔ و اللہ اعلم  
 اللہ تعالیٰ علی عبدہ و علیہ السلام و آلہ و صحبہ و علیہم السلام  
 (۲۸) قول تعالیٰ۔ تو تحقیق لئے اللہ تعالیٰ۔ تو ان سورۃ  
 الہی ہر گھڑی دیکھتے تھے۔ رجبہ میں ہر گھڑی ہر گھڑی



وہاں تک کہ وہ اپنے مطالب کی طرف۔

شروع یا در ہے کہ ضلالت مبتدیان کا مادہ جو ضلال ہے۔ اس کا  
 معنی گمراہی کے علاوہ حسب لغت عرب مغلو بیت بھی ہے۔ میں حضرت  
 ضلال مجھے گمراہی کے ماننے میں کسی زبان دان معان عرب کے لئے  
 مشابہ شاہد نہیں آسکتا۔ اور اس کے موضوع نہ جانتے ہیں کسی کو  
 کتب کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ضلال مجھے مغلو بیت کے ماننے  
 سے بھی کوئی صاحب فہم انحراف نہیں کر سکتا۔ اور کوئی اہل علم قرار نہیں  
 ہو سکتا۔ بل دوسرے معنے کے لئے شاید شاہد بکا رہوں۔ اور اس  
 کے ذہن نشین کرانے کے لئے دلائل درکار توجہ پھر قرآن کے شواہد  
 اہل زبان کے مشابہ و منقالات سے اقرب الی المطمانتہ ہیں۔ اور  
 کتاب اللہ کے قواعد تمام اصحاب معنیت کے متاقد و محاورانہ سے  
 انسب الی البوہائتہ میں قولہ تعالیٰ اِنَّ اَبْنَاءَ نَحْنِ ضَالِّیْنَ  
 قَبْلِیْنَ ہر یعنی ہمارا باپ یوسف اور اس کے بھائی کی محبت میں  
 مغلوب ہے۔ اور قولہ تعالیٰ فَاَلَا اَنْتَا الَّذِیْ اَعْتَدَ لِنَحْنِ ضَالِّیْنَ  
 اَلْقَبْرِیْمِ ہر انہوں نے کہا بخدا کہ تو اپنی سابقہ مغلو بیت محبت میں  
 یہاں سے ہٹا رہے کہ گوش ہوش سے سنیں۔ اور قولہ تعالیٰ  
 فَطَلَقْنَا اَوَّلَآءَ اَنْتَا یٰ نَحْنِ الَّذِیْنَ ہر یعنی میں وین کے تعصب میں  
 مغلوب تھا۔ کی جانب بھی ایمان کے نکال و حیریں اگر مشتاق ہیں پہلا  
 معنی یہاں ہے۔ اور ضلالت مجھے گمراہ کہا ہوا ہے۔ تو اس مقام میں سر  
 غلط ہے اور ہر شرط یہ کہ حق تعالیٰ نے خود اس کی نفی فرمائی  
 ہے۔ اور اس کے نفی ہونے کی خبر دی ہے اور کہہ دیا ہے۔ اِنَّ اَصْلَ



اور جو بختی کے خیال میں مذبذب رہتے ہیں یا محالہ اس محل پر حال  
مجھے متکوب فی السب ہوا۔ اور فہم کی بچنے ایصال الی المطلوب رہا۔  
کسی کو مجال نہیں کہ اس سے گریز فرما سکے۔ اور کسی کو طاققت نہیں کہ اس  
سے ہرگز نکلا سکے۔ تمام قرآن میں چھوڑ دیں۔ کسی پیغمبر کو مقتضات  
نے اس بات سے موصوفت نہیں فرمایا۔ اور کسی رسول کو مثال کا لقب  
نہیں دیا معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی محبت کے خلیے میں حضور صلعم کے برابر  
کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ اور خدا جوتی کے حبیب میں آنحضرت صلعم کا ہر  
کوئی رسول نہیں رہا۔ حضور صلعم سے زیادہ مظلوم و مظلوم فی حب اللہ تھے اور  
سب سے بڑا مظلوم و مظلوم اللہ۔ لہذا حق تعالیٰ نے انہیں ہار کا ہوا  
میں ہار یا فرما کر فہم کی کھلے سے ہیں مسرت بخشی۔ اور ان کے خیام  
تقرب کو سب سے آگے لگا کر فہم کی خوشی کی خبر سے جلیں فرست دی ہیں  
حضور صلعم مظلوم و مظلوم فی حب اللہ تھے۔ اور اس کی وجہ سے سب نبیوں سے  
زیادہ قربیت کے سبب تمام انبیاء و مرسل سے افضل سمجھے اور مکمل  
و مستقیم تھے۔ خدا جل جلالہ محمد و آلہ و اصحابہ جمعین

(۲۹) قوله تعالى: اَکَا۟فِلٰیۤنَا لَکَ الْکُو۟فُو۟ۡۤہُ (قرآن سورہ کوثر)  
ترجمہ: کیا ہم نے تو کو کفر سے بچا دیا؟

قصہ: پوچھنا ضرور ہے کہ کوثر پر وزن قول کا اصل کثرت ہے اور  
عرب پر چیز کو بوعہ میں کثیر ہو۔ یا افعال میں۔ یا غوث کے رو سے کثیر  
ہو۔ کوثر لکھتے ہیں۔ ہمیں حق تعالیٰ کا قول کہ ہم نے تجھے کوثر عطا کیا۔  
اس کا سبب کہ اس نے اپنے پیغمبر کو کوثر فضائل کثیر عطا کیا۔  
کے حضور صلعم تمام خلق سے افضل لکھتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو

نبوت کتاب حکمت علم و شفا عت اور جوش و دو۔ مقام محمود۔ انبیاء  
کی کثرت۔ اسلام اور اس کا سبب و جنس پر غالب رہنا۔ اور وہ مندرجہ  
قابو پانا۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں۔ اور بعد میں قیامت تک و قیامت  
کا کثرت سے واقع ہونا عطا کیا۔ اور ان فضائل سے اس کو سب پر  
مفضل قرار دیا۔ جن کی تفصیل آیات قرآنیہ و کتب اہل بیت و کتب سیر  
و مصنفات مؤرخین سے پائی جاسکتی ہے۔ پس حضور صلعم کے بغیر کوثر  
نہی و رسول سے جس کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے کوثر عطا کیا۔ اور اس کے حصہ  
میں خیر کثیر رکھا گیا۔ سبحان اللہ۔ اس آیت پاک کا فضائل کی جملہ آیات  
سے بعد میں واقع ہونا۔ اور سب فضائل کا خاتمہ قرار پانا۔ گویا کثرت کے بعد  
لطف کا معبرت پانا ہے۔ اور تفصیل کے بعد اجمال کا وقوع میں آتا۔  
اور یہ قرآن کریم کے حجب عجائب و مغرب غرائب میں سے ہے۔ فافہم  
لہذا و لا تفر علی ما اولیٰ الہدیٰ یا اولیٰ الہدیٰ الہدیٰ۔ و اَکَا۟فِلٰیۤنَا لَکَ الْکُو۟فُو۟ۡۤہُ  
الْفَصْلُ الْعَاقِبِیُّ۔ وَ هٰذَا کَلِمَۃٌ بَیۡرُکَۃٌ اَفْضَلُ الْبَیۡتِیۡنِ وَ بَیۡتِیۡنِ الْمَسٰوِیۡتِ  
سَلَامٌ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ وَ عَلَیْہِمْ  
اَعْلٰی لَعَنَہُ و لا تفر علی ما اولیٰ الہدیٰ یا اولیٰ الہدیٰ الہدیٰ و امر حقا صلعم رحمۃ  
تغیثنا عن سوائہ یا سر ہم الواحیدین۔ و اخر دعوانا ان الحمد لله  
سہیلہ العالمین

ساتھ حضرت جن غرض سے متحول ہے کہ کوثر ہشتاد ایک مرتبہ جس کے دوا  
کے لئے عطا ہے۔ اور اس کے بے کی جگہ و زمانہ ہوتا ہے۔ اور اس کی کئی  
کثرت ہے۔ اور وہ شہادت ہے۔ اور اس کا ہر ایک لفظ کے زیادہ تر کثرت







سے جاری ہو۔ اور ان کوئی سے بھی قرار ہے۔ اس نے کہو جو بھی چاہے  
اصلاً تو جدول کو بھلے۔ دیکھیں تمہاری باتوں کو تولد رہی ہے اور  
تمہارے حالات کو کھول رہی۔ تم تو قرآنی بیانات سے ہی اس کے  
معتبر جاننے کی عقیدت افشاہ گے جب ہم ان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی غیبت حضرت سجاد ابن مریم پر ثابت کر دیجئے۔ پھر قبل کی  
کے کہ تم قرآن کریم کے معتبر جاننے کی فرضی عقیدت سے واقف ہو بیٹھو  
ہم نہیں کہ دیتے ہیں کہ اگر قرآنی بیانات کو دیکھیں تو حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح ابن مریم سے افضل ہیں اس دعویٰ  
پر دلائل باقی الہ کر دیں۔

**قال** (۱) اس کی پیدائش کا معجزانہ ہونا قرآن سے ثابت ہے اس  
کی بشارت حضرت مریم کو حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے دی گئی۔ عکس  
اس کے دعویٰ محمد کی پیدائش کا ذکر تک جس قرآن میں نہیں آیا ان کی پیدائش  
تہ معجزانہ ہونی نہ ترقی عادت میں بلکہ پیدائش سے پہلے ان کا نام حضرت محمد سے  
افضل ہے۔

**اقول**۔ مانا کہ مسیح کی پیدائش کا معجزانہ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔  
اور مانا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر بھی قرآن میں نہیں  
آیا۔ کہ نہیں بلکہ حضرت مریم کی پیدائش معجزانہ نہیں ہوتی اور نہ صرف عادت اور نہ یہ کہ  
بلکہ پیدائش کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل میں کیونکہ جس نے قرآن میں  
دیکھا ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے کسی گئی ہو۔ اور  
واقع میں اس کا وجود ہی نہ ہوا ہو۔ دیکھتے حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
علیہ وسلم کے اصحاب کو ہم خاص کر ان کو دیکھتے نام تو ان میں سے

بست و اوقات میں جو صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہو چکے ہیں اور دنیا کی نگاہ  
میں آچکے۔ جن کو تم بھی مانتے ہو گے۔ اور ہم بھی مگر ان کا فائدہ  
نہ تو قرآن میں آیا ہے۔ اور نہ دوسری آسمانی کتاب میں کیا ہم  
ان کی جتنی متعلقہ سے انکار کر سکتے ہیں۔ یا ان کے نہ ہونے کا  
اقرار۔ غلط لہذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نفس پیدائش کا  
اگر جو قرآن میں معجزانہ پیدائش کے مان رہیں آیا کیا ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نفس  
پیدائش میں بھی شک ہو سکتا ہے۔ ان کی نفس پیدائش کے وقوع میں انکار ہو سکتا ہے  
ہرگز نہیں پس جس طرح باوجود نفس پیدائش کے قرآن میں ذکر نہ ہونے کے پیدائش  
کی حقیقت کے منکر نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متولد  
ہونے سے انکار نہیں کر سکتے اسی طرح ان کی معجزانہ پیدائش سے  
بھی قرآن کی آڑ میں رہ کر انکار ہی نہیں ہو سکتے۔ جیسا قرآن میں  
نفس پیدائش کا ذکر نہیں دیکھا معجزانہ پیدائش کا اور جیسا نفس  
پیدائش کے ہونے سے آپ کو انکار نہیں دیکھا معجزانہ پیدائش سے  
بھی اگر اقرار نہیں تو انکار بھی نہ ہوتا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ نفس پیدائش  
کی طرح معجزانہ پیدائش بھی وقوع میں آئی ہو۔ مگر قرآن میں نہ  
آئی ہو۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش  
کا ذکر تک بھی قرآن میں نہیں آیا۔ اور حقیقت یہ کہنا ہے کہ جس طرح  
آنحضرت مسلم کی نفس پیدائش کا ماننا قرآنی ذکر کا محتاج نہیں اسی  
طرح ان کی معجزانہ پیدائش کا ماننا بھی قرآنی بیان کو محتاج نہیں پس  
معلوم ہوا کہ آپ کی زبان کو معجزانہ پیدائش کے اس کے لئے حجاب ہے  
کہ آپ کا دل نہیں۔ اور وہ یہ کہ معجزانہ پیدائش کا ماننا نفس پیدائش



کی طرح قرآنی ذکر کا محتاج نہیں تو کیا ضرورت کہ قرآن اسے ذکر  
کرے اور اس کے بیان سے حصہ لے۔ خصوصاً جب کہ پیدائشی معجزات  
حالات بلا واسطہ یا بالواسطہ اس زمانہ میں سب کے پیش نظر ہو گئے۔  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ و دیگر اقارب کے ربانی بھی سب سنیں  
چکے ہوں۔ اور خیرانہ پیدائش کے اثر سے پیدائش کے وقت بچوں  
کو بھی اوندھا کر دیا ہو۔ اور کمرے کو شیر وال کے محل میں بھی لایا  
ڈال دیا اور جب کہ اکثر الوالدہم نبیوں کے پیدائشی معجزات سب  
پر ظاہر ہیں جو جاتے ہیں۔ اور پیدائشی معجزات سے عملی احکام  
کا بھی کوئی قطع نہیں ہوتا۔ اس سے حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں  
کسی نبی کے پیدائشی معجزات نہیں بتائے۔ اور نہ کسی پیغمبر کے چلنے  
کے وقت کے خارق عادات سنائے اگر تو رات و انجیل میں حضرت یسے  
و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پیدائشی معجزات میں تو دکھاؤ مگر اس  
طریق سے حق تعالیٰ نے کہا ہو۔ اے موسیٰ اسے اپنے ہم نغری  
پیدائش کے وقت فلاں معجزہ سے دکھائے۔ فلاں خوارق عادات  
ظاہر کئے یا دیکھ ہم نے تجھے لڑکپن میں جب کہ تو گوارے میں  
تھا۔ یوں بابتیں کرنا ہمیں اور یوں احکام سنوائے۔ یا دیکھو اے  
اسے پیسے میں مہم کے شمار دہم نے تمہارے پیغمبر کی پیدائش کو  
ان معجزات سے سمجھا۔ انراں خوارق عادات سے شرف فرمایا تم  
شاد ہو کہ تمہارا حق پیدائشی معجزہ دکھائے۔ اور جتنے سے  
خارق عادات بتائے جس میں تورات و انجیل ہیں دکھاؤ مگر پیدائشی  
معجزات کے ساتھ و عادات موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام یا ان کے

ساتھ ایمان رکھنے والوں کو حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا مگر جو اول انجیل پر ایمان لائے  
تمہارے ہاتھوں میں رکھی جاتی ہے۔ اس پر کوئی اعتبار نہیں رہا تو سب  
تواریخ کے مشابہ دکھائی دیتی ہے۔ اور کلام اللہ کی حقیقت سے لگا کر یوں  
کے کلام کے ہر رنگ نظر آتی۔ اگر اس میں مسیح آئیں مہم کے پیدائشی معجزات  
حکایات کی صورت میں دکھاؤ تو ہم کیا چاہیں و دلائل کیسے دلائل اس طرح تو  
اسلامی معجزات میں اس جہاں تک پہنچیں کہ پیدائشی معجزات تمہاری نام نہاد  
انجیل سے نہ گور دیا دہائے جاتے ہیں نہیں خیر سب روایات و حکایات انجیل و تورات  
و سب پیدائشی معجزات کا اصل انجیل لکھو اور اس میں پیدائشی معجزات اس طرح سے دکھاؤ  
جو ابھی ذکر کر چکے مگر جب تمہارے پاس انجیل نہ تھی تو اساتذہ ربی حق تو مسیح  
ان میں ہم نے پیدائشی معجزات دکھاؤ گے جو تورات و انجیل میں بھی۔ وہ یہ ہے و تورات  
نہیں جو قرآن میں ہیں۔ حیرت سے کہوں کہ اسے مارنے سے کہہ کر اپنے  
پیغمبر کے پیدائشی معجزات اس کی اپنی آیتیں ہوں کہ کتاب قرآن  
کریم میں دکھائیں۔ مختصر یہ ہے کہ صاحب کتاب حق کے پیدائشی  
معجزات اس کی اپنی کتاب میں اس کی اپنی زبان سے سنو و ملاحظہ  
نہیں ہوتا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی عادات میں سے کہہ کر اپنی  
پیدائش کے وقت کے خوارق عادات اپنی زبان سے سنو و ملاحظہ  
اس میں حق کی نصحت ہے۔ اور شبلی اور عالم میں عالم ہمارے  
حالات کے عالم ہونے کا یہ سود و صواب ہے کہ سنو یا  
کھائے محل میں کہنا کہ جو کہ موت کے کام و موت الیہ است انبیاء و  
علیہم السلام توالد کے وقت سے امور عجیب ہوتے۔ اور انکار و کفر  
والی شریعت کے احکام سے حکمت غیر کس طرح علما نے جنہوں نے



و شواہد و دعوت و ہدایت کے حوالہ کھانے پر آمادہ ہو جاویں چنانچہ  
 نبوت کے چند انصاف سنائے سے بہ سبب شیر خوار کی و عالم سہا  
 قاصر ہو ویں۔ اور اگر بالفرض اپنی نرانی ہستی اور نرانی  
 عالم کے باعث معجزانہ طریق سے مناجاتی دین اور عمل سے مستفید  
 بخوار کی کے عالم میں رہ کر قاصر ہو ویں۔ اور خود کر کے نہ لکھائیں  
 تو سب کا اٹھو کہ نہیں اور کھلو ناظر آئیں۔ اور اگر اس پر عمل کرے  
 کی قدرت بھی پائی ہو اور خود کر کے دکھا دیو میں تو سب سے  
 کھلو ایسے کہ تو نرانی قدرت دیا گیا ہے۔ جو ہم نہیں دے سکے  
 یا اس کی آستی اور ہے۔ اور بہاری اور ہم پر باعث ہونا چاہی  
 عکس شہوت ہو سکتا ہے۔ اس پر خدا کی عبادت آسان ہے۔ اور  
 ہم پر نہیں۔ یہ کر سکتا ہے۔ اور ہم نہیں۔ یا کہیں گے کہ یہ کچھ دلیانہ  
 ہے۔ یا اس پر جنوں کا قہر ہے۔ اس کی بات قابل عمل نہیں اور  
 اس کا عمل لائق پیر دی نہیں۔ اس لئے۔ عادت اللہ مقرر ہوئی  
 کہ ایک پیغمبر سب تک میں رشد کو نہ پہنچے مبعوث نہ کیا جائے  
 اور نبوت و رسالت کے کام پر نہ لگایا جاوے۔ تاکہ ملحق اللہ  
 پر اچھی طرح تحقیق قائم ہو جاوے۔ اور نئی امور متنازعہ میں  
 ان کا ہمسرہ نظر آوے۔ اور مشکل کا سوال میں سب سے پہلے  
 حضرت پر۔ اور ایمان اور اعتقاد میں ان کا پیشوا رہے تاکہ  
 کسی نئی کے پیدا نشی مہجرات نہ بنے جس کے قصد وعدہ کے بغیر خود  
 جہود مزایا ہے تو وہ ایسا ہے جیسا پانچ و شانوں کا وجود دونوں کو  
 دیکھ جائے یا شک و شبہ کی تو جہود و دے سے آئے۔ یا سورج

کے نکلنے سے پہلے روشن من و کھانے کیونکہ ہر ایک نیا اپنی  
 نبوت و رسالت کے نور کا مطلع ہے نبوت و رسالت کا سورج  
 حق تھانے کے پردہ عجب سے نکل کر انبیاء طہیم السلام کے پہ  
 وجود پر چمکتا ہے۔ اگر سورج کے نکلنے سے پہلے سورج کے  
 آثار پر یاد ہو جاویں تو وہ سورج کا اپنی نشان ہے تاکہ آسمان  
 کا۔ آسمان کا کام اس وقت ہے جب کہ خود شید جہاں تپ سس کے  
 افق پر طلعت و کھانے۔ اس لئے پیدا نشی مہجرات نے نبوت کا  
 کا اثر انبیاء کے افق وجود پر دکھانا ہو گا۔ اور خلق اللہ کو خوشیہ  
 نبوت کے قریب بطور عرس سے باخبر کرنا۔ اور یہ حق تھانے  
 کا کام ہے۔ اور اس کا نظام اور انبیاء طہیم السلام کے لئے  
 موجب امر الزوا کلام اور حق تھانے کا یہ اکرام نئی کی ولایت کے  
 وقت مختلف صورتوں سے حاضرین کی آنکھوں سامنے آچکی ہے  
 اور قاضیوں کے کہ نول میں حاضرین کی حکایت سے جائزہ لیں  
 سے ضرورت نہیں ہوتی کہ حق تھانے اس اکرام کو اس میں ہی پر  
 آری جوئی کتاب میں ذکر ہزار ہے۔ اور ان کی مانی ہوتی  
 باتوں کو ان سے منوائے۔ اگر انہیں تولد ہی سمجھانے کا اقرار  
 ہے تو حق تھانے کے ذکر کی کوئی صورت نہیں۔ اگر اللہ سے تولد  
 تولد میں وقت کے گذر جانے کے سبب ان کے احوال کی مزاحمت  
 نہیں ملے۔ بادشاہ اگر تہا ہر اس کی ولایت کے وقت کو کور میں  
 طرح طرح کی شیا نہیں بات چلتا ہے۔ اگر بوقت کا امر ان کو  
 نول اس کے ہاتھ کی شیا کتوں کا احترام لے جس کو اب کو دیا



مراحت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ لوگوں کے غرض اقرار  
و عدم اقرار کو دیکھ کر انہیں مستوجب سزا بنا سکتا ہے اور  
مقبول دم دود کھانے کا قصد انہیں اسکا بنا ہوا نہ تو حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی معجزات کا ذکر قرآن میں  
آیا۔ اور نہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کے پیدائشی معجزات کا ذکر  
قرآن میں آیا۔ اگر قرآن میں مسیح ابن مریم کے پیدائشی  
معجزات کا ذکر ہے تو اس سے قصود دفع تہمت ہے۔ اور ہمارے  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے انہما عزت نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش  
مسیح ابن مریم کی طرح مشتبہ نہ تھی اور نہ یہود و نصاریٰ کے تمام  
سے مشتبہ صرف مسیح ابن مریم ہیں۔ جن کی پیدائش پر عرب طرک  
اتہامات لگاتے جاتے ہیں۔ اور یہودیوں کی زبان سے ذکر  
الزبا قرآن پڑھتے۔ اس نے حق تعالیٰ نے اسے حبیب پاک  
صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشتبہ پاکیزہ پیدائش کے ذکر کی ضرورت نہ جانی  
اور مسیح ابن مریم کی مشتبہ پیدائش کو پاک فہم اے کیلئے خوب  
جانی۔ و نیز جب کہ آپ کی نام نہاد انجیل مسیح ابن مریم کے  
پیدائشی معجزات قرآن کی طرح نہیں جاتی اور آپ کے پیغمبر  
مسیح ابن مریم کا چھپا قرآن کے مانتے نہیں چھوڑا تو آپ  
کا حق نہیں کہ جاری کتاب قرآن کریم سے حضرت محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی معجزات مانگیں چہ مشتبہ پیدائش  
کو غیر مشتبہ پیدائش چہ غیبت۔ دیگر مسیح ابن مریم کی غیبت  
و موت مانیں۔ تو قرآن کا احسان ہے کہ تمہارے

حق کا داغ افشا ہے اور تمہیں یقین کی گمراہی سے نکلنے  
توہید کی طرف لاتا چاہتا ہے۔ و نیز انما و تم ما تو اور ما تو مسیح کی  
بشارت حضرت مریم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوئی  
اور یہ کوئی اولیٰ کھنیا بات نہیں۔ بعض اشیاء کی پیدائش کی طریق  
بنا کر لی ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت حضرت  
ذکریم علیہ السلام کو ہوئی۔ اور حضرت احمق علیہ السلام کی بشارت  
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی عورت کو دی گئی۔ اور  
سب سے افضل بشارت وہ ہے جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام  
نے حضرت احمد علیہ السلام کے موت ہونے کی بھی اس  
کو دی۔ اور حضرت مریم کو اس نے موتی کو اسے ملنے سے  
انہما قدرت شوہر نے بغیر حمل جوایا۔ اور یہودیوں سے  
اتہامات کے قہر سے گھبراتے۔ اسے اس بار گراں کے ملے  
میں بشارت جبرائیل نعیم ہوئی۔ اگر حضرت آدم کی طرح تمام  
سے پاک ہو گیا کہ بشارت پڑھی بات ہوئی۔

قال (۲) مسیح کی والدہ حضرت مریم کی خصلیات علیہا علیہا  
خود قرآن کے بیان کی ہے۔ اور ان کو عبد اللہ کا لقب دیا ہے  
لیکن حضرت محمد کی والدہ کا نام ملک قرآن میں موجود نہیں  
بعض مسلمان اٹھ ایمان و دہوئے کے جی توائل نہیں اس لحاظ  
سے جی مسیح ابن مریم حضرت محمد سے افضل ہیں  
اقول۔ مروج صحیح ہے۔ قرآن کے معرفت و تفسیر علی  
نساء العالمین کیا ہے۔ مذکور علیہ علیہ السلام اور صلی اللہ علیہ وسلم



کے مضمون میں حسب افتاء سب پر گزیدہ کرنے کے علاوہ انھوں کو شے  
کا معنی نہیں آیا پر خلاف تفصیل کے کہ اس کے مضمون میں برگزیدہ  
کرنے کے علاوہ انھوں کو شے کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ پس ازموافق  
قرآن حضرت مریم کے لئے اسقفاء علی نساء العالمین ہے اور فضیلت  
علی نساء العالمین نہیں ہے۔ پھر اصطفا علی نساء العالمین، اگرچہ  
صراحتاً حضرت مریم کے لئے ہے۔ مگر عنایتاً حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ وہ عرب  
میں سے ہیں۔ اور عرب حسب کتب تواریخ حضرت ابراہیم علیہ  
السلام کی آل سے ہیں اور آل ابراہیم کو بھی حق تعالیٰ نے آدم  
تحت اور آل قرآن کی طرح۔ سے برگزیدہ فرمایا۔ جہاں کو فرمایا  
ہے ان الله اصطفیٰ ادم و نوحاً و ابراہیم و آل عمران  
علی العالمین پس صراحت سے اگر قطع نظر کریں اور نفس اصطفا  
کو دیکھیں تو حضرت مریم و حضرت آمنہ دونوں مساوی ثابت  
ہو گئی ہیں۔ و نیز جب دیکھا جاوے کہ دونوں حضرات جموں کی  
کی پیداوار کے ساتھ مخصوص ہوئی ہیں۔ اور الواحزیم پیغمبروں  
کی ولادت کے ساتھ اولاد کی کہہ تو اس سے برگزیدہ رہیں اور کائنات  
یت کہ وہ دونوں اس پر گزیدگی میں ہم مرتبہ ہیں اور اس ولادت  
میں ہم باہر اور اگر خواہ مخواہ کسی منہج سے حضرت مریم کا پایہ  
اور ابراہیم یا حضرت آدم و نوحین برادر با شاد۔ جہاں آسمان کے  
آسمان سے کوئی انکار نہیں۔ مگر حضرت مریم کے حضرت محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم کی والدہ و علیہ السلام سے پہلے سے اس کی فضیلت

علی نساء العالمین ثابت ہوئی۔ کیونکہ قرآن سے ان کا کوئی ثبوت  
نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ بفضل ربانی و سب قول صحابی و انصار  
الذین استن کا حد من النساء ان التیقین آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی پاک بیویاں حضرت مریم پر فضیلت رکھتی ہوں یا حسب  
قولہ تعالیٰ ان الله اصطفیٰ ادم و نوحاً و ابراہیم و آل عمران  
رسولاً و من اصطفیٰ ال ابراہیم میں داخل ہو کہ کسی حسب سے  
حضرت مریم پر فوقیت دے سکتی ہوں۔ اگرچہ قرآن نے صراحتاً کسی  
کی فضیلت بیان نہیں کی مگر نفی بھی نہیں کی اور حضرت مریم  
کی فضیلت آنحضرت پر ہوگی۔ کیونکہ ربی والدہ کے عالم کی  
والدہ پر فضیلت رکھنے سے زید کی فضیلت خالد پر ثابت نہیں  
ہو جاتی۔ ممکن ہے کہ زید کی ماں کی فضیلت خالد کی ماں پر ہو  
اور زید کی فضیلت خالد پر نہ ہو۔ بلکہ خالد کی فضیلت زید پر ہو  
کیونکہ ہر شخص کی فضیلت اس کے اپنے ذاتی کمال پر چلتی ہے  
نہ کہ کمال سلبی پر۔ اگر فضیلت کا عار کمال سلبی پر ہوتا تو  
یکتہ صدق کلمہ جہاں ہونے کے باعث تائب سے بھی کہ قیمت  
ہوتا۔ اور سونا پتھروں سے پیدا ہونے کے سبب پتھروں  
کے یوں کہتا یا سبب دیکھنا کا ہم سنگ جو کا اور پتھر ہونے  
کا ہم رنگ کہلاتا اور حضرت مریم اچھی ماں کے برگزیدہ و علیہ  
نہوئے کے باعث حق تعالیٰ نے ان کو قرب منزلت و رخصت اور  
اصطفیٰ علی نساء العالمین دے پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام  
سے برگزیدہ والدہ رکھنے کے باعث الوداع میں دیکھاتے



یہی معلوم ہوا کہ فضیلت کی بناء على احوال و قریب صواب  
ہوئے و ہذا کہ نفس اللہ عز و جل میں پشاور نہ کہ وہ اللہ عز و جل کے حق  
اندگاہی پر اس نے حضرت مریم کے آمنہ زکیہ پر فضیلت یا ب  
جس سے صحت مسیح کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے  
افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

**قال** (امام مسیح کی پیدائش کے وقت طاری عادت امور  
و وقوع میں آئے۔ مثلاً قل خشک ہوا جو کر چل لایا ایک  
پتھر جاری ہوا۔ سر پہ کی تسلیوں کے لئے فرشتے نازل ہوئے  
جیسا کہ سورۃ مریم کے دوسرے رکوع میں مرقوم ہے۔ لیکن  
حضرت محمد کی پیدائش کے وقت کوئی معجزہ یا عادت طاری عادت  
اس پر قورائش نہ آیا اور قرآن سے بھی کسی معجزہ کا ثبوت  
میں نہ تھا۔ پس ابن مریم ابن آمنہ سے برتر ہے۔

**اقول**۔ مسیح کی پیدائش کے وقت طاری عادت امور و وقوع میں  
نہیں آئے۔ اور قل خشک ہوا جو کر چل نہیں لایا۔ اور ایک  
پتھر جاری نہیں ہوا اور سورۃ مریم کے دوسرے رکوع میں  
سر پہ کی تسلیوں کے لئے فرشتوں کا نازل ہونا مرقوم نہیں ہے  
اس لیے اس دعویٰ سے شرم ہونا چاہیے۔ جب کہ تبارک  
و تعالیٰ کی شان و قرآن ہی ہے۔ تبارک نام نہاد و غیر مقبر  
و ہذا سے وحایات پر نہیں اور قرآن کے الفاظ سے جو دیا جاتا  
ہے وہ صحت کلمہ کے ہر قسم کا چھٹنے کے باعث ساقط و بطل ہوتا  
ہے۔ اور حلال چھٹنے کا ہونا روح القدس میں کلمہ کے لئے کی تمام

عادت ہو کر حق تعالیٰ کی طرف سے مریم کے آگے اس بات  
کا قیام کر رہا ہے۔ کہ یہ بھی لوگوں کے لئے نشان قدرت ہے  
اور جاری طرف سے رحمت علیہ السلام پر ہے اور اس کے  
حقانی جاننے والے پہلے شہید نہیں۔ اور ان قرآنی بیانات  
کا تو طاری عادت امور کا وقوع میں آیا پایا جاتا ہے۔ اور قل  
کا پہلے خشک ہونا اور پھر سترے سے ہر سو کر چل جانا  
اور ایک پتھر کے جاری ہونا سچا جاتا ہے۔ اور مرقوموں  
کا تسلیوں کے لئے نازل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس اگر قرآنی  
بیانات سے گذر کر حضرت مریم کے اقوال و حکایات کو دیکھ جاوے  
تو اس سے پیدائش کے وقت طاری عادت امور کا وقوع  
میں آنا سنیئے قل خشک ہوا جو کر چل لایا۔ اور ایک  
پتھر جاری ہونا سچا جاتا ہے۔ مگر تم اسے اعتزام کے  
موافق یہاں میں فقط قرآنی بیانات کی طرف جاتے اور پھر  
قرآنی بیانات کے اسلامی اقوال کو فتح علیہ السلام و حکایات  
جان کر چھوڑ دیتے۔ تاکہ جو دعویٰ قرآنی بیانات پر  
جائزہ کار لکھتے اور اسلامی اقوال کو تبارک و تعالیٰ  
غیر غیر روایات و حکایات جان کر چھوڑ دیتے ہیں تبارک و تعالیٰ  
بیم اہمی و غلبہ جاری کے لئے قرآنی بیانات کے سرا  
و دست بیانات سے کام لینے کے تو ہمیں اس کی تلافی کرنا  
کہ تو میں چاہوں کہ دعویٰ کے لئے حرام نہ ہو اس لئے اپنے  
لئے حلال چاہتے۔ اور میں یہاں کام سے دور ہوں تو



ہو گئے ہو۔ خود اس کے مرتکب ہو جاتے۔ یہ خنزیر کی لہجہ  
 کو نہیں کرتا۔ اس لئے حلال ہوتا اور ہمارے لئے حرام اور  
 یہ اتنے عقائد انسانیت ہے۔ اور انسان نے آدمیت کو نہیں  
 آدمیت سے خدا کی بنا۔ تم میں آدمیت کہاں۔ تم تو خدا کے  
 بیٹے ہوئے پھر اس خدا کے جو خنزیر کھاتا اور خنزیر کھانا  
 کھاتا۔ اور میں بھی دوسرے بیانات سے کام لینا ہو گا جس  
 سے تمہارا یہ دھم جاتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی پیدائش کے وقت کوئی سمجھ نہ پا یا فاقہ عادت امر وقوع  
 میں نہیں آیا۔ پس اس اہل کتاب خدا سے ہے جتنا سے وہ  
 اور اس کے سچے بیانات کو نہ جھٹلاؤ۔ قرآن کریم کو نہ خدا و  
 بعثت مدنی جان کر اسے اپنا رہبر بناؤ۔ تکلیف کے وحید دل  
 اور شرک کے بعلہ دل سے نکل کر دین اسلام میں آؤ تاکہ  
 قیامت کی باغیاؤں اور قیامت کے دشمن بنو گے اور غلام  
 بنو گے۔ اور جانو کہ عہد نبی آخر الزمان صلعم کی پیدائش  
 کے وقت کے مہجرات شمار سے باہر ہیں جیسا کہ تحقیق مسیح  
 عہد نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کتاب عروج النبوت میں  
 لکھا ہے۔ اور عہد احقر کتاب مذکور سے وہاں مکتبہ اچان اقل  
 کرتے ہیں۔ کہ بعضوں کے لئے حوالہ پر کتابت نہ ہو۔  
 تحقیق نہ رہے۔ کہ انہی کے علم کی والدہ حضرت آدم کشتی  
 میں جب بچے عورتوں کی طرح و کاشت کے دروئے پڑے  
 اللہ میں گھر بنا اکبلی تھی اور عبد اطلب علوف میں غلام

بنائے ایک و شت ناک آواز سنی جس سے میں ڈر گئی پھر  
 میں نے دیکھا کہ ایک عقیدہ پر تھکے کچا ہڈی سے جو میرے دل  
 کو ٹکا ہے۔ پس اس سے میرا خوف جاتا رہا۔ اور وہ وہ کھانا  
 پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس سفید شربت لکھ ہے۔ میں نے  
 اسے پی لیا اور قرآن پڑھ لیا پھر میں نے ایک ادنیٰ نور دیکھا  
 اور اپنے پاس درخت خرما جیسے ادنیٰ قامت دلی عورتیں دیکھیں  
 گئیں عہد مٹان کی لڑکیاں ہیں۔ اور میں نے تجھپ کیا کہ  
 کہاں سے آگئیں ان میں سے ایک بولی کہ میں تو فرعون  
 کی عورت آسیہ ہوں اور دوسری بولی کہ میں دیمہ بنت  
 عمران ہوں اور سب عورتیں حوران پشتی ہیں اور سال  
 مجھ پر زیادہ سخت ہو گیا اور ہر گھڑی ایسی آواز سنتی تھی  
 جو پہلی آواز سے بہت بڑھیں اور خوف ناک ہوئی اتنے میں  
 دیکھتی ہوں کہ سفید وریاں زہرہ آسمان کے درمیان گئی  
 گئی اور میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان چاند  
 کے آجور سے تھے جو آسمانی کھڑے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا  
 کہ جبریل دیکھا جو میرے سامنے آگیا۔ یہاں تک کہ اس نے  
 مجھ سے کہو تمہارا کیا کیا اور ان کی جو نہیں رہتے ہیں اور  
 ان کے بارہا قوت سے اور دعا اٹھانے سے میری آنکھیں  
 سے پردہ اٹھایا اور میں مشرق اور مغرب کی زمین دیکھیں  
 دیکھا کہ تین جہاز مشرق و مغرب اور کعبہ کے باہر سے  
 وہاں سے اور کعبہ کے دروازے پر لیا اور میں نے عرض کیا کہ



اس کو دیکھا کہ وہ سجدے میں ہے اور اپنی دونوں سبوں کو  
 گویا جڑی و زاری کرتے داسے کی طرح آسمان کی جانب اٹھانے  
 جوتے ہے پھر میں نے سفید بال دیکھا کہ اس سے آسمان  
 و احاطہ کیا ہے۔ اور میری نظر سے اسے غائب کر دیا۔ اور  
 میں نے سنا ایک آواز کہنے داسے سے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کو  
 مشرق و مغرب کی زمینوں میں پھر او اور شہر لہجہ کہہ رہا تاکہ  
 زمین و آسمان کے لوگ اسے پہچانیں اور اس کا نام وصفت  
 اور صورت جانتیں۔ اور اسے آدم کے خلق شیت کی معرفت  
 لوح کی شہادت۔ ابراہیم کی نعت اسماعیل کی زبان صراح کی  
 فصاحت لوط کی حکمت یعقوب کی بشارت موسیٰ کی  
 شدت ایوب کا صبر یونس کی بندگی یونس کا جہاد۔ داؤد کی  
 آواز داؤد کی محبت الیاس کا مقام یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ  
 کا زہد عیسا کو اور پیغمبروں کے اخلاق کے دریا میں غوطہ دھو کر  
 آواز کہتی ہیں کہ پھر بالی مجھ سے دور ہو گیا۔ اور پھر غیب سے  
 محمد صبر ابراہیم کے نگرے میں محنت لیتا گیا۔ اور اس ابراہیم  
 کے غرے سے بخشے کی طرح پانی چھینے لگا۔ اور میں نے اس کے  
 منہ کو دیکھا وہ ایسا تھا جیسا چودھویں کا چاند اور اس سے  
 مشکافہ فرکی جو شیواں گدھی تھی۔ پھر دیکھا کہ تین شخص ہیں  
 ایک کے ہاتھ میں چاندی کا کدہ ہے۔ دوسرے کے ہاتھ میں سبز  
 زمرہ کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ابراہیم پیر اس  
 نے نکالی تلم سے دیکھنے داسے کی آنکھیں چند عیانی نصیر

اس نے اسے سات دفعہ دھویا۔ اور انکو غلی سے اس کے دیکھنے  
 کے درمیان ٹھنکائی پھر اس کو ابراہیم میں لپیٹ لیا۔ اور اٹھا  
 لیا۔ اور اپنے بازو پر لاکر کچھ دیر کے بعد مجھے واپس واپس  
 آنحضرت کے دروازے والی طہیر سے مروی ہے۔ کہ آسمان نے  
 کہا کہ میں نے وضع حمل کی رات دیکھا کہ میرے شرم گاہ سے  
 ایک روشن ستارہ نکلا ہے جس سے زمین مدھن ہو گئی اور میں  
 نے اس سے ملک شام کے محل دیکھے۔ اور ولادت کے وقت  
 سب سے زیادہ مشہور اور سب پر ظاہر اور سب سے عجیب تر  
 کرامات و نشانات جو دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ کسے کے محل  
 کا لپٹا۔ اور اس کے چہرہ کنکر و نکلا گویا ہے۔ اور دریا چہ  
 سادہ کا خشک ہو جانا اور اس کے پانی کا زمین میں دھس جانا  
 اور داؤد بیٹے سعادہ کا چل پڑنا جو ہزار سال سے خشک ہو چکی تھی  
 اور نادر سیدوں کے آتش کدہ کا ٹھنڈا ہو جانا۔ جو ہزار سال سے  
 گرم چلا آتا تھا۔ اور تینوں کامنہ کے پل کر پڑنا۔ اور آواز پل  
 ہو جانا و نعم اقبال سے

شب میلاد محمد چہ شہد سخن بود  
 کزور کدہ حاشام ملو گزید  
 کدہ و شام چہ مشرق و مغرب روشن  
 نہ را گشت محیطہ ہر جا و گزید  
 ہر اوقات از اخلاق حضرت گزید  
 چہ از آفاق ز احوال منور گزید  
 حاقیت بر ملک عز و علی جاوید  
 ہر کہ از صدق و یقین عالمی گزید  
 ہر گز از حق و حقیقت و کمال  
 ہر گز از حق و حقیقت و کمال  
 ہر گز از حق و حقیقت و کمال  
 ہر گز از حق و حقیقت و کمال



نہیں تھا اور اسے جیسا کہ کہا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے خالقیت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہاں سے بکری سے ستائر ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہاں سے آب مسکن ہونے کا ثبوت اور موتی سے ہڈی ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ قول تمہاری طرف جہالت و شدت ضلالت پر دلالت ہے۔ اگر تمہیں قرآن کے شان نزول اور اس کے بیانات کے اصل الاصول سے کچھ بھی خبر ہوتی تو تمہارے دلیلیں مذکورہ بالا بات کا وہم تنک بھی نہ آتا۔ اگر وہ تمہیں تو صرف قرآن کے تمام الفاظ کے معانی پر و جہان ہوتا تو بھی تمہارے منہ سے یہ بات نہ نکلتی مگر چونکہ تمہاری نظر بہت پست ہے مسیحی محدود معجزات سے آگے گذر ہی نہیں سکتی اور چمکاؤ و صفت ہو قرآن جیسے آفتاب روحانیت کی طرف تمہاری ظلمانی آنکھ اٹھ ہی نہیں سکتی اس لئے اس کے افکار مفاد و مطالب کے دیکھنے سے بے بھر ہو۔ اور اشد مضامین و بیانیہ کے پانے سے ششہ و قرآن تو سابقوں کی حکایات و آیات محکمات و آخر متشابہات پر مشتمل ہے۔ اسے عمل طلب مکننا۔ الہی جاننا چاہئے۔ اور سحر کلام شامی ماننا چاہئے۔ تمہاری پرانے نام انجیل کی طرح نہیں کہ قصہ کہانیوں اور تادیبی حالات سے ہے۔ تمہاری انجیل اربوں کے طرز بیان سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ایک مسیحی تاریخ ہے اور مسیح کے اپنے یا اس کے حواریوں کے بتائے ہوئے بیانات ہیں۔ مگر اس میں جو کفر کے الفاظ ہیں۔ ان سے مسیح اور اس کے حواریوں کا دامن پاک ہے۔ ان کے ذمہ وار تم ہی ہو۔ جو

اسے اول سے آخر تک دیکھے گا۔ ضرور اس بات کی تصدیق کرے گا۔ اور اس کے طرز بیان سے سمجھے گا۔ کہ یہ وہ انجیل نہیں جو آسمان سے اتریں تھی۔ تمہاری اصلی انجیل کا صفحہ عالم سے مٹ جانا۔ اور تختہ و ذکر سے اٹھ جانا یہ بھی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی معجزہ ہے جو حق تعالیٰ کی عنایت سے قیامت تک رہے گا اور پھر پوچھا جاتا ہے۔ کہ تمہارے اس قول میں معجزہ سے تمہاری مراد کیا ہے۔ وہ معجزہ ہے جو نبی سے پہلے سبب و ضرورت و کثرت برکت اصحاب و اصحاب کی فرحت و نشاط کی خاطر ان کی طلب سے یا ان کی طلب کے بغیر ظاہر ہوئے یا وہ معجزہ جو ان کے درجات پر حاشے اور اس کو سب سے زیادہ مقرب کھڑے کے لئے۔ حق تعالیٰ نے اس کی حقیقت کو فیض اہل اسلام کے دل و ادراک سے بالا رکھ کر اہل اسلام کو اس کے وجود سے خبر نہ دی ہو یا وہ معجزہ جو کسی غیر معاند حق جو ہمارے روح کے دل میں اپنی نبوت و رسالت کا اثر بٹھائے اور اس کی عقدہ کشائی فرمائے کے اسے ظاہر فرمایا ہو یا وہ معجزہ جو ہمارے معاندین کے بسوا و ذلیل کرنے کے لئے اس وقت ظاہر فرمایا ہو جبکہ وہ برسرِ بیکار ہوں اور نبی اسکے اصحاب سے لڑنے پر تیار ہو یا وہ معجزہ جو محض بغرض آزمائش نبی سے طلب کریں اور ایمان لانا مقصود نہ ہو یا وہ معجزہ جسے کلام فیض الہی لانے اور نبی برحق ماننے کے لئے مشروطیہ قرار دیں یا وہ معجزہ جو امت اچانک و دعوت و دعوتوں کے لئے باعث برکت



و موجب دفع عقوبت ہو اگر اول مراد ہے۔ تو اس قسم کے معجزات بے شمار ہیں اُن میں سے ہر ایک کے ذکر کا کفیل بجاوہ ہوگا۔ جس کے لئے غافل عادت کی ہر فرما کر اسے فرحت و لذت سے مالا مال کیا جو قرآن کریم کو کیا عزت کہ وہ ایسے معجزات کا کفیل بنے اور نبی کے زبان سے نبی کی نعت و تسبیح کی پودا و ذکر سے اُس کے اپنے خود کا شہدہ واقعات ذکر کرانے کیلئے چھپا ہو گا کہ قرآن میں آتا۔ دیکھو اسے نبی تو نے قلابی جگہ جب کثیر سے ساتھ تیرے اصحاب کا انبوه کثیر تھا۔ پانی کی نہایت قلت کے وقت پانی کے پیالے میں اپنا بیجہ رکھا تو تیرے انگلیوں سے غبارہ کی طرح پانی چھوٹ نکلا۔ جس سے حاضرین اصحاب گرام اور ان کے مویشیوں نے سیر ہو کر بیا اگر اس طرح کے معجزہ کا ذکر قرآن نبی کی زبان سے سنو اتا اور اس واقعہ کو اس وقت کے حاضرین وغیرہ حاضرین اصحاب قرآن سے سنتے تو اس واقعہ کے سننے سے حاضرین واقعہ نے کیا فائدہ اٹھایا ہوتا اور انہیں اس واقعہ کے جتنے سے جب کہ وہ پہنچ جاتے تھے کیا سوہ ہوتا۔ اور حاضرین واقعہ اس ذکر سے بجز اس کے کیا سمجھتے کہ وہ نبی صلعم کے غلایات و معجزات کو اللہ کے علم میں اس قابل نہیں جانتے تھے۔ کہ ان کی قدر کریں اور غیر حاضر اصحاب کے سامنے ان کا ذکر لائیں۔ و نیز ایسے معجزات پر اس سے خارج اور شمار سے باہر تھے۔ قرآن کریم کس صحت پر ان کے شمار سے خارج تھا۔ اور کس کس کو اپنے ذکر سے حقیقت پتا آتا اور

کس بنا پر انہیں ضرور احصا میں لاتا۔ اور کیوں کر لاتا جب کہ اُن کا ظہور بصورت گرامات بھی ناقیامت اور لیائے گرام کے بالکل سے ہوتا تھا۔ اس لئے قرآن میں ایسے معجزات کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں کتب احادیث و اخبار و سیر میں حضرت نبی کریم صلعم کے عجوت بکثرت پائے جاتے ہیں اور وہ اتنے ہیں کہ دائرہ حد و حصر سے تجاوز ہیں۔ جب لاکھوں کی تعداد میں معجزے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں ان کے بیان کرنے والے اصحاب اور کس معجزہ کی حقیقت سے کوئی حروئے خیر نہیں رہتا تھا۔ اور اصحاب گرام کی زبان سے ہر ایک سن پاتا تھا۔ تو پھر کیوں کر قرآن بغیر خدا صلعم کے ایسے معجزات کا کفیل بنتا۔ اور کس لئے یا تو نبی کو سب کے سامنے یا وہ گو اور ہر گمان ظہرانے کے لئے یا خدا کو یا رسول اللہ صلعم کے صحابہ کو یا حق شرمندہ کرنے کے لئے یا حضرت صلعم کے معجزات کو محصور فی القرآن قرار دے کر ان کی امت کے آئے والے اولیاء کو گرام کو معجزات نبویہ سے بے دخل کرنے کے لئے۔ خصوصاً جب کہ قرآن کریم کا نزول بھی اعتقاد ہی و علی احکام سکھانے اور سابقہ اقوال اور ان کے اشیاء کے عبرت خیر و قیاس سنانے اور آیات متشابہات بتانے کے لئے ہو۔ اگر قسم دوم مراد ہے۔ تو اس قسم کے معجزات کا ثبوت قرآن سے بکثرت مل سکتا ہے۔ اگر مگر سلیم قاریاں مستقیم ہو چناں ہی وہی معجزات آنحضرت صلعم کے سب سے افضل و اکمل ہونے کے لئے دلائل قرآنی شمار کئے جاتے ہیں۔ اگر چاہو تو شروع کتاب سے وبقی اُن کی کر رکھو



اگر ماسویم ہے تو اس کے ذکر کی بھی قرآن میں قسم اقول کی طرح ضرورت نہیں کتب احادیث جو تمہاری پرانے نام انجیل سے ہزار درجہ زیادہ صحیح ہیں بیان میں اس طرح کے معجزات ہزاروں کی تعداد میں مذکور ہیں۔ اگرچہ حرام ہر ایک۔ تو ایسے معجزات کی تفصیل دار و کور فی القرآن ہونے کی ضرورت نہیں اُنکی تفصیل کے لئے اخبار و احادیث کی کتابیں کافی ہیں۔ اُن صرف ان کے حقائق سے کسی تقدیر کا کر دینا مقرر قرآن کا کام ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ مسلمانوں کو جب کہ امور عربیہ میں پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ مل کر حصہ لینا پڑتا تھا۔ اور وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے دشمنان دین پر قابو پا لیتے تھے اور رسول خدا صلعم کی معیت میں ان کو فرشتوں سے مدد ملتی تھی۔ یا کبھی بغافلہ بشری اُن کے دل میں اپنی شجاعت کا خیال گزرتا۔ یا ان میں سے بعض منافق ہوتے۔ اور اُن کے دلوں سے بچانا مقصود ہوتا یا کبھی اعمام کی ولی مکروری ہر انہیں ملات کرنا اور ان کو کفار سے نہایت ہمد و حمہ سے لڑنے کے ساتھ فتح کے وعدے دیتے ہوئے امور فرمانا ہوتا یا اپنے پیغمبر کو بعض اذنیعیہ سے آگاہ ہونے پر جوئے انہیں اپنی نصرت کا یقین دلانا پڑتا یا اپنے پیغمبر کے نصرت عن اقلیوں سے بے نیاز ہونے اور اسے اپنی نصرت پر سہارا دینے کے اعتراض سے لوگوں کو باخبر کرنا ہوتا یا دوسرے امور کے لئے۔ جن کا علم حق تعالیٰ کو ہے حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ ارشاد مقصود ہو گا تو ان امور کے ذکر کے بعد ان میں حضرت پیغمبر خدا صلعم کے معجزات کا ذکر بھی آجائے گا۔ گو یا پیغمبر خدا صلعم کے ایسے معجزات

کے تصور کی علت خالی و صورت انتہائی نمود اللہ تعالیٰ بیان فرما  
دیتا قرآن میں جہاں عذرات و محاربات کا ذکر ہے۔ وہاں ایسے  
معجزات کا ذکر پا سکتے ہو ضرورت نہیں کہ وہاں کی آیتوں میں  
فصل کر کے بات کو طول دیا جائے۔ اگر کچھ مراد ہے تو ایسے معجزہ  
کی اول تو نبی کو ضرورت ہی نہیں۔ اگر وہی عرض سے مطلع ہو جاوے۔  
نہیں تو دکھا دینا بھی کچھ حرج نہیں۔ مگر قرآن کو ایسے معجزہ کے  
ذکر کا کفیل بننا ضروری نہیں جب کہ اس کے ذکر کے لئے وہی  
کتاب میں موجود ہیں۔ اور اگر مستحکم مراد ہے۔ تو ایسے معجزات  
سے چارے پیغمبر صلعم دو کے لئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ایسے  
معجزات کو اپنے نبی آخر الزمان صلعم کے ہاتھ پر عارض فرمانے سے  
انکار کر دیا ہے۔ اور اس لئے انکار کیا۔ کہ پہلے لوگ ایسے معجزہ  
دیکھ کر پیغمبر وقت کی تکذیب کرتے۔ اور حق تعالیٰ کی عادت  
سے فوراً ان پر عذاب آجاتا۔ اور ان کی رنج کشی ہو جاتی اگر  
آنحضرت صلعم کے زمانے کے لوگوں کو بھی ایسے معجزات دکھائے جاتے  
اور ایمان نہ لانے پر مبتلا عذاب ہو جاتے۔ تو ان کی پشتوں  
سے مسلمان نسلیں پیہر نہ ہو سکتیں اور اس نبی آخر الزمان  
صلعم کی شریعت کا بقا قیامت نہ ہوتا۔ ایسے معجزات اللہ  
تعالیٰ صرف حقیر یہ آنے والے عذاب سے ڈرنے کے لئے ساجہ  
امثال میں نبیوں کے پاس بھیجتا رہا۔ یہی کہ قرآنی میں آیا  
ہے۔ وَمَا خُفِيَ عَنْكَ مِنْ خُبْرٍ إِلَّا أَنْ كَذَّبْتَهُ وَقَدْ لَقِيَ  
وَأَنبَأَ اللَّهُ الْفَاقَةَ بَطْنَهُ فُتُكِبَ وَأَعْلَىٰ فُجْرًا وَأَنبَأَ الْآلِ



تھوڑا۔ اگر وہ جو حقیقت ہے۔ تو ایسے معجزات کا مجموعہ تو درکنار  
 ہی ہے۔ جس کا ایک ایک فقرہ ان کی زبان کی ساریست و تقویت  
 رکھتا ہے۔ اور جس کی ایک ایک سورت ازل سے اب تک سب سے  
 سزا ہے۔ یہ بچاؤ و عصا نے موت و ایما نے موت و دوم جیسے  
 جیسے قاری قاری معجزات جو انبیاء کے عین حیات تک ہوتے پھر  
 انہیں بخراں معجزات کے آگے لے آئے ہیں۔ اگر اس معجزہ کی  
 زیادہ تحقیق بکار ہو تو لفظ ال کے و لائل میں سے سولہویں  
 اور اٹھارویں دلیل دیکھ لو۔ جس کا یہ قول کہ قرآن سے  
 کسی معجزہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ سراسر غلط ہے۔ خود معجزہ صلا کا و  
 اخترا۔ بلکہ قرآن ایسے معجزات کا مجموعہ ہے۔ جن کا خطہ پر کرنا  
 موسوی و عیسوی طاقت سے باہر ہے۔ اس کے اہل انکسار  
 ابن ماری سے برتر ہے۔

**قال** (۳) سچ کا حکم فی البدو اتنا کہ پ و نبوت ہر زمان میں  
 عوام کی تمام انبیاء پر اس کی فضیلت کی تہائیت صاف و صریح  
 دلیل ہے۔ یہ خلاف اس کے کہ صاحب نے کتاب و نبوت  
 ہونے کا دعویٰ اس وقت کیا جب کہ وہ سن بلوغ سے گزر  
 کر حیات عالی تک پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی دنیاوی عمر پوری  
 عین غالباً کولی کس باقی بعض لفظ سچ ان سے افضل ہے۔

**اقول** سچ کا حکم فی البدو اتنا کہ کتاب و نبوت ہر زمان میں حیرت انگیز  
 تاہم انبیاء پر اس کی فضیلت کی دلیل نہ تو قرآن سے ظہور میں  
 ناسلمات اسلام سے ہے۔ اور نہ علوم سچ سے اپنے فضیلت کا

ہونے کیا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کے ثبوت میں۔ دلیل پیش  
 کی ہے۔ ہاں کسی خود قرآن کہیں سے جو۔ سو لوں کے ایک دوسرے  
 سے افضل ہونے کے لئے جس والا کی طرف اشارہ کیا ہے اس  
 سے پایا جاتا ہے۔ کہ مولیٰ علیہ السلام نے اللہ سے حکام ہونے  
 سب فضیلت پائی۔ اور حضرت محمد صلعم نے تحت اسماء و حرم  
 رسالت کے باعث سب پر فضیلت پائی۔ اور جیسے ابن ماری کے  
 معجزات و تائید روح القدس سے فضیلت حاصل کی۔ اگر قرآن  
 پر انکار کرتے اور سچ علیہ السلام کو بعض نبیوں سے افضل مانے  
 اور حکم فی البدو و بطور کے سب انہیں تمام انبیاء پر فضیلت دیتے  
 تو ہمیں جس کتاب میں طبع ہوا ہے۔ کوئی انکار نہ ہوتا پس  
 جب ہم نے حضرات رسالت قرآنی و حضرات سلمات اسلام ان کے  
 تمام انبیاء پر فضیلت واجب ہونے کا اقرار دیا ہے۔

اور قرآن راست لیا کہ ہم جس امر راست سے نہایت عاجز آ کر  
 کتابت و وحیہ کا ابطال کرتے ہوئے جس حدود سے گزرتا  
 کہ حکم فی البدو اتنا کہ کتاب و نبوت ہر زمان میں حیرت انگیز  
 کی خود نہ کا کہ نبوت ہے۔ اور اس کے خلاف کیا ہے جو نے  
 کو نشان۔ کہ سچ علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم  
 کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ قانون تہا ہے۔ کہ جو  
 درست و دانشور کا ہونے کے بعد عقل مانے وہ تم کا دیکھ لیا پھر  
 ہوتا ہے۔ اور اس کا کہ رسم ہے۔ کہ سچ علیہ السلام سے حضرت  
 محمد صلعم سے درست آگے کی پھر عقل مانے۔ اور حضرت محمد



کھاتے وہ عوامی کچھ بولتے اور قصور میں دیر چل دیتا۔ اور تاہم  
درست اپنے قیام میں مختار ہو کر رہتا۔ اور عوام کی دست  
سے غیر مشغول رہتا ہے۔ اور معمولی ہوا سے لڑتا اور بالکل چھٹی  
ہوتا ہے۔ آخر کبھی ایک اونے دراجم سے بھی تمکنت کھا جاتا اور  
بست چھوٹے آگیا سے بٹا رہتا رہتا ہے۔ اسی طرح جو  
شیوان جلد میں بلوغ کو پہنچے۔ اور دوسرے حیدر اہل سے لڑتا  
کوڑا ہوتا ہے۔ اور سب سے تھوڑے بچے دیتا۔ اور ہشت تھوڑی  
کر تا۔ اور اونے دراجم سے بھی مطلوب ہو جاتا۔ اور کسی بڑے  
کام سے حیدر نہیں سے لگتا۔ اور جو دے دے سے ہارے جو وہ تو  
دو لڑا ہوتا ہے۔ اور تا دیر رہتا دیتا۔ اور مزاحمت میں کام آتا  
ہے۔ اور مشکلات سے حیدر لیتا اور سب سے زیادہ عوامی ہوتا ہے  
و نیز قاتل سے کہ جسے ہندوستان میں لہو نہ رکھتا جو اسے  
آگے میں سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کھاتے پیتے  
کا سامان دست جلد میں لیا جاتا ہے۔ اور اس کو ہر طرح کی  
بے قصوری دیر کو کہ قاتل سے لڑتا ہے۔ اور ہوا ہوتا ہے اور  
چند حکومت سے کہ صرف بل اور اہل کا جی بڑا جاتا ہے اور  
نہانے کے حامدوں سے اس کا بچا چھڑانے کے لئے اسے  
جدا کیا جاتا ہے۔ اور سے ہوا یہاں دیکھا جو اس کے لئے پشیمانان وقت  
جمع کرتے ہیں سے اس سے جانا جاتا ہے۔ اور اسے کھانا دیا جاتا ہے اور اس کے  
پہ شام میں ہمیں لکھائے جاتے اور اس کے ذکر کے نکات ہر سو دہائے  
جاتے۔ اور سب کے کلام میں اس کی دھڑکیں چھڑا جاتا ہے اور اس کے مطلوبان عوام

میں حکم مار دیا جاتا اور سب کو اس کی خدمت کی تاکید کی جاتی۔ اور سبھی  
اس کی رسالت عام کی سادہ سی گہرائی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی  
ایک کو شاہنشاہ اعظم کس ملک کی حکومت دیکھیں سے اسے  
کرتا ہے۔ اور اسے نشانہات شاہی ہشتا تو وہ بجالت ناخبرہ  
کار می اس ملک کی حکومت عالم رکھنے کے لئے نشانہات شامی  
اور کبھی سے دیکھا کہ ہوا جو شاہی نشانہات کے ناخبرہ کاری کے  
باعث حکومت ہر قادیان نہیں پاتا۔ اور اس ملک کے لوگوں سے  
اپنی حکومت نہیں منواتا۔ آخر قصور سے لوگ اسے ہر قادیان  
پہنچتے ہیں۔ اور اس کے قتل پر آمادہ ہو جاتے۔ اور ہر قادیان ہشتا  
اعظم اس ملک سے اسے لے لیتا ہے۔ اور اس حکومت سے ہٹا  
دیتا۔ دو ناخبرہ کاری کے سبب اپنے کلام اور عوامی چھڑا آتا ہے۔  
اور صفحہ حق کے باعث ہر حکومت میں ناکام رہتا۔ ہر ایک  
قادیان کو کہ کلام کے لئے اپنا نائب بناتا ہے۔ اور تمام ملکوں  
کی حکومت اس پر واکرا کرتا چھڑا لے دیتا۔ ہر قادیان کے  
قوابلین اپنے وضع کرتا ہے۔ ہر ہر ملک دولت میں انجرا کے  
قابل ہو سکیں۔ اور ہر قوم وہ قیصل کے لئے شاہنشاہی و ہار  
ہیں ہر باب جو ملے کے ہو بہ بن سکیں پس اس نائب کی کے  
کمال علی و جلال علی کہتے ہو گا کہ عدت اور ان کے اپنے  
نشد و تاہیں گزاد چھڑا جاتے۔ اور اس کی تمہیت و ہار  
شاہنشاہی میں تاہیں ہو تی ہے۔ اور استقلال و استقامت  
کے بہت مراتب ملے کر چکے۔ اور سب کو شاہنشاہی آتیں و



فرار میں کے مانت رکھنے کی استعداد پائی چکی۔ پھر اسے تاقیارت  
میسوٹ کیا جائے۔ اور منصب نبوت و حکومت پر لگایا جاوے  
اس نے حضرت محمد صلیم نے صاحب نبوت و کتاب ہونے کا  
دعوے اس وقت کیا۔ جب کہ وہ سن بلوغ سے گزر کر پیرانہ  
سال تک پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی دنیاوی تجربہ کاری میں ملکہ  
کوئی کسر باقی نہ تھی۔ لہذا وہ سنے اللہ علیہ وسلم صلیح علیہ السلام  
سے افضل ہونے لگے۔

قال اللہ انہ روئے قرآن عیاں ہے۔ کہ جس وقت مسیح کو زمینوں  
سے پکڑنا چاہا۔ آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ اور اسے مجسم  
عنصری اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ اور اس طرح سے خدا سے  
اسے کفارت و توبہ سے محفوظ رکھا۔ لیکن جب مکہ میں محمد صاحب کا  
محاصرہ کیا تو وہ کوئی فرشتہ ان کو چاہنے آیا۔ اور نہ آسمان پر  
پہنچانے گئے۔ عام لوگوں کی طرح پیادہ چل کر وحشت پر غار  
سے گزرتے ہوئے دشمنوں کی نظر سے پریشید ہو کر ایک تیرہ  
دھار نما میں جا چکے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر مدینے میں انصار  
کی پناہ میں داخل ہوئے۔ کیا یہ زمین و آسمان کا فرق نہیں بلکہ  
انبیاء کو ہی اگر ایسا ہے تو زمین ہی مجھے۔ کسی کو بغرض حفاظت  
آسمان پر نہیں پہنچایا۔ اگر مسیح ہی ویسا ہی ہوتا۔ جیسے وہ تھے  
تو ان کی طرح زمین پر جایا جاسکتا تھا۔ آسمانی حفاظت اس امر  
کی علامت دہی ہے۔ کہ وہ تمام انبیاء و رسل سے بڑا اور افضل  
ہے۔ اگر محمد صاحب صلیح کے ہم رتبہ ہوتے۔ تو مزید دشمنوں

سے محصور ہونے کے موقع پر آسمان پر پہنچانے جاتے۔ اور زمین  
پر بھاگ بھاگ کر غاروں میں پھپھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلکہ اس  
سے بھی صاف عیاں ہے۔ کہ مسیح محمد صاحب سے افضل ہے۔  
اور اس افضلیت میں ملک کی گنجائش نہیں۔

اقول۔ مسیح جھوٹ ہے۔ اور سراسر لفظ۔ اس موقع میں  
از روئے قرآن نہ تو فرشتوں کا نازل ہونا ثابت ہے۔ اور نہ  
فرشتوں کا اٹھا ہونا۔ اور نہ مسیح کا صریح آسمان پر اٹھایا جانا۔ بلکہ  
جو کچھ قرآن سے عیاں ہے وہ صرف مسیح علیہ السلام کا نقل مطلب  
سے نکلا جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسے اپنی طرف اٹھا لینا۔ اور دوسرے  
کسی کا مسیح کی شکل پا کر مارا جانا ہے۔ تم جو قرآنی بیانات کے  
مدعی ہو۔ تمہیں ایسے بیانات سے شرم چاہئے۔ جن کے ثبوت کے  
کے لئے نہ تو قرآن کام آوے اور نہ حدیث معلوم نہیں۔ کہ تمہارا  
مقصود ایسے بیان سے سوائے دھوکا و ضرب کے اور کیا ہو گا۔  
یہ تمہیں اس دعوے سے کہ فرشتے اسے اٹھا کر آسمان پر لے گئے  
شرم ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حوالہ بیانات  
والا رسول مسیح جسے تم الوہیت کے وہ جیسے پہنچا دیتے ہو پھر  
اولوں نگاروں کی طرح اپنے تئیں اٹھا کر آسمان کو گیا۔ اور  
اٹھانے والے فرشتوں کی طرح خود آسمان کی جانب پرواز نہ  
پا سکا۔ اگر یہ کہو کہ فرشتے خدا ہی جو انی بھارت پر آئے تھے۔ اور  
مسیح کی طرح عاقبت پرواز نہ کئے تھے۔ سہرا کھتے تھے کہ مسیح  
کی سوا ہی کی گمانی کے ساتھ ہزار بیلوں اور گھوڑوں کے ساتھ



جتنے تھے تو یہ بات بھی خلافت مسلمات اسلام و اہل تثلیث ہے۔  
اور اس کا ثبوت نہ تھا ہی کتابوں سے ہے اور نہ ہماری کتابوں  
سے۔ و نیز یہ بات مسیح کے لئے بھی موجب نقص ذاتی و دنامت  
خلقی ہے۔ تثلیث پرستوں تمہیں تو کہنا چاہئے تھا۔ کہ خود خدا نے  
اپنے لکھوتے بیٹے مسیح کو یوں سے بچا کر آسمان چاند ستاروں  
سورج ابراج اور فرشتوں جیسے کم رتبہ چیزوں کی طرح اپنی طرف  
اٹھالیا۔ اور ہمارے جیسے روحانیات سے لاکھوں کوس دور  
آدیموں کے مانند بھی اسے زمین پر نہ رہنے دیا۔ جس سے تمہاری  
دوسری طرح سے بھی ابھی طرح بینی بری ہوتی۔ پس تمہیں  
فرشتوں کے اترنے اور مسیح کو آسمان پر لیجائے کے دعوے سے  
نہ صرف اس لئے شرم چاہیے کہ یہ قرآنی بیان نہیں۔ تم نے قرآن  
پر افترا باندھا اور دھوکا بازی سے کام لیا۔ بلکہ اس سبب سے  
بھی فرشتوں کے اٹھانے پر یہاں کیا مسیح پر نقص وارد ہوتے  
ہیں۔ اور مسیحی الوہیت کیسے بجا و منظور کی طرح اڑا کر ٹھاک ہیں  
خاطمی ہے۔ پھر یہ رقت الی اللہ بھی جو مسلم عند الکل ہے۔ کفار  
سے محفوظ رکھنے کی خاطر نقصی۔ بلکہ مسیح کے تعلقات دنیاوی  
کا ٹھنڈے۔ اور اسے اس دار فانی سے تا قریب قیامت جدا  
کئے اور دشمنان خدا یوں کو عرقِ حرمت بنائے اور ہوا پرست  
انہار سے کو آگ آتش میں ڈالے اور تثلیث کے بانی عیسائیوں کو  
خدا جس جلا کرے اور *وَمِنْهُمْ فِي طُغْيَانٍ يَبْغُونَ* کے نیچے  
گرا۔ اور جتنے شہادت و قیامت میں قیامت حضرت

بھی آخر الزمان معلوم کے شرف شان و کھلانے کی خاطر حضرت مسیح کو  
ان کی غیبت پر لگانے اور آنحضرت معلوم کی امت کو دو شیعوں کے گھیرنے  
ہوئے کی مساوت عطا دینے کے لئے بھی تھی۔ اگر یہ رقت کفار  
ناہنجار سے محفوظ رکھنے کی خاطر ہی ہوتی۔ تو ایسے مقام پر مونی  
جہاں اس کے نام یوں سے لغرافی ہی جیتے ہی ان سے لاکر گئے۔  
اور اپنے دکھ درد کی کہانیاں انہیں سنایا کرتے۔ اور ان کے دیکھنے  
سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔ اور ہر وقت ان کی گود میں لیتے  
اور ان کے کندھوں پر سوار ہوتے۔ اب تو صرف ان کی کا تندی  
تصور یوں کو دیکھ کر جیتے ہو انسان کی اصلی صورت سے  
ترستے اور ان کی جدائی میں ٹھنڈے سانس بھرتے۔ پھر حفاظت  
کی خاطر آسمان پر اٹھانے کی ضرورت ہی کہا تھی۔ وہ آسمانی باپ  
کی طرح زمین کی حفاظت کرتے۔ یا باپ کے زور سے اپنی خلعت  
اہل زمین سے نہیں ہی پکڑتے۔ جیسا بچوں پر کبھی ظلم نہ کیا گیا  
کہ ان کا جی یوں دلوں سے ستایا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا۔  
خدا کا بیٹا زمین پر یوں سے شکست کھائے۔ اور زمین پر  
رہنا نہ پائے۔ پھر بھی خدا کا بیٹا کہلائے۔ خود باپ تو زمین پر  
شاہت کھائے۔ اور بیٹا و دشمنوں سے بھاگ کر زمین سے چلا جانے  
اور باپ کے ملک میں رہنا نہ پائے۔ پھر بھی خدا کا بیٹا کہلائے۔  
تعالیٰ اللہ *عَمَّا يَقُولُونَ* اُس وقت تو کفار ناہنجار  
سے محفوظ رکھنے کی خاطر آسمان پر جس قدر غری اٹھائے گئے اب  
جو نہ انہوں کی وجہ سے باپ کی طاقت بڑھ گئی ہے اور انکی



سلطنت زمین کے ہر حصے میں پھیل گئی باپ کا اٹھوٹا بیٹا کیوں  
 آسمان پر مطلق و بیگار بیٹھا ہے۔ دراندہین پر آجاتے اور جوئی  
 جہازوں پر چڑھ کر جوا لکھاتے اور مطلق خاطر ہو کر باپ کی  
 زمین پر رہتے۔ مدت سے آسمان پر بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہونگے۔ عیسائیوں  
 یا مسیح کی حفاظت کا بیڑا اٹھاؤ اور اسے زمین پر بلاؤ۔ خدا کا  
 بیٹا تم جانتے ہو۔ اور خدا کا رسول ہم جانتے ہیں۔ پس ہم دونوں  
 طریق مل کر اس کے دشمنوں یوں یوں و مشرکوں کو دبا دیں گے۔  
 اور اس کی حفاظت ابھی طرح کما لینگے۔ مگر تمہارے جوئی جہاز  
 تو ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ آسمان پر جائیں۔ اور انہیں  
 چڑھا کر لائیں۔ شاید تم جوئی جہازوں کی تکمیل کی انتظار میں  
 ہو۔ اور وہ تمہارے بلاؤ کی انتظار میں مگر ہماری ہی بھی سن لو۔  
 وہ تمہارے جوئی جہازوں کے منتظر نہیں ہیں۔ صرف وقت کے  
 منتظر ہیں۔ تم خوب بگڑو اسلام پر ظلم ڈھاؤ۔ مسلمانوں کے خلاف  
 قدم اٹھاؤ۔ تو حید کے مقابل ٹیلیٹ کے جھنڈے لگاؤ۔ صلیب  
 پر اتر آؤ۔ اور خضر پر میر ہو کر گھاؤ۔ پھر موقع نہ ہو گا اور وقت  
 ہاتھ نہ آئے گا۔ مسیح علیہ السلام جو آئیں گے تو صلیب کو توڑیں گے  
 اور خضر کو ماریں گے۔ اور تم سے مسلمانوں کا بدلا لینگے۔ اور دین  
 اسلام کی تقویت کریں گے۔ اور تمہارا یہ گناہ کہ جب کہتے ہیں  
 دشمنوں نے محمد صاحب کا مہم صرف کیا۔ تو ان کوئی فرشتہ ان کو  
 بچا نہ آیا۔ اور نہ آسمان پر پہنچا گئے سراسر جھوٹ و اہل  
 و عیب و عہد کا ہے۔ کیونکہ جس قرآن پر تمہاری عمارت ہے اس

ثابت ہے کہ اس حالت میں فرشتوں کی طرح ہونے والے ان کی  
 اور حق تعالیٰ سے ہیں اسے تم کے دل میں آرام و سکون آئے گا  
 اور اس عمارت میں جسے تم چھوڑنا چاہتے ہو۔ اسے تمہاری حالت  
 فرمائی۔ اگر چاہو تو تمہارا موت تو یہ رکھو جس پر تمہاری عمارت  
 آسمان پر اس لئے نہ پڑے کہ اسے عمارت کی طرح اٹھا  
 وقت یہ راغبیں کر چکے تھے۔ اور اسلام کے سکون کے لئے یہ  
 تھے۔ اور لوگوں کے لاکھوں ہاتھوں کے لئے انہیں نہایت ہی  
 آجی تمہیں متنی انجیل سے باب ساوم سنائیں کہ کھڑو خدا اور  
 کے فرشتے نے جو سخت کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ آؤ  
 نیچے آؤ۔ اس کی ماں کو ساتھ لے کر۔ تم کو جاک۔ یہ اور جاک  
 میں تھے نہ گولیاں وہاں نہ ہوا۔ کیونکہ ہر موبی اس ہے کہ اس  
 کرنے کو ہے۔ ہرگز اسے ہلاک کیسے۔ پس وہ اٹھا اور جان کے  
 وقت نیچے اور اس کی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو دیا۔ جو گیا۔ اور  
 ہر دین کے لئے تمہارا یہ راز۔ اسلئے کہ سنی آپ ہمارا ہی  
 بھی سہو۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسیح علیہ السلام کو نہیں سے گناہ  
 و بیوت دینے گئے۔ اور بحالت شیر خوار کی کام ہی کر رہے۔ تو  
 وہ اس وقت اپنی ماں مریم اور اس کے ہاتھ پر رکھے گئے۔  
 کیوں جاک گئے وہاں کیوں نہ لے آئیں۔ تمہارے لئے  
 عام ہر گویا کی طرف سے یہ دلیل کہ تمہارے یہ گناہ  
 سراسر ہیں اور اس کے ہر کار و عمل کی ناکستہ یہ ہر کار  
 کے جاک گئے۔ اور اس کے ہر کار و عمل کی ناکستہ یہ ہر کار



نہیں۔ ہیں ہر دلیس کے غائب ہی میں رہ کر اس کے ٹوٹنے کے وقت  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی غائب میں جا چھوٹا گا۔ اور ہر دوڑوں لوں  
کے سر پہ آویسے کے وقت فرشتوں کی امداد سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح  
جا بھر جو جاؤں گا۔ پھر وہاں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زبردست کثیر القعدو  
انصار جیسے حواریوں کی پناہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح داخل ہو  
جاؤں گا۔ جو کچھ بقیہ فضل خدا پر دلیس کے قتل سے بچا لینگے۔ ہر  
سیح جو کچھ بھی نہ بولے۔ اور اپنی اہل مریم وغیرہ سمیت وہاں سے  
ہر دلیس کے خون کے مارے عام لوگوں کی طرح پیادہ چل کر شہداء  
پر قہار سے گزرتے۔ راتوں رات دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ ہو کر تیرہ و تارخار  
میں جا چھو۔ پھر وہاں سے جاگ کر صومالیہ کی پناہ میں داخل ہونے پھر  
ہر دلیس کے مارے کے بند اسطرح پیادہ چل کر شہداء کے ہر مارے سے گزرتے ہوئے  
پورے ممالک سمیت وہاں آئے۔ جب مسیح علیہ السلام کو شہداء میں بھی دشمن کی زمین  
سے بھاگنا پڑا۔ اور آخر میں بھی حق تبار کی طرف سے یو دیوں کے شہداء سے  
بھاگنا پڑا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہداء میں شہداء دینے کے بغیر فرشتوں سے امداد ملی اور آخر  
میں صلی اللہ علیہ وسلم کو شہداء میں شہداء دینے کے بغیر فرشتوں سے امداد ملی اور آخر  
انجیل بیان وہ دیگر بیانات سے ثابت ہوا کہ مسیح کو اگر دشمنوں سے  
بچایا ہے تو زمین ہی یہ اس کو صرف بغیر حفاظت آسمان پر نہیں  
پہنچایا۔ اگرچہ بعض علماء آسمان پر پہنچایا ہوتا۔ تو فرشتوں میں جگہ جبکہ نبوت کا کام  
انہماک دیتے تھے۔ انہماک دینے کی خاطر زمین پر نہ چھوڑے جاتے۔ اور بغیر حفاظت  
فرشتوں آسمان پر نہ جاتے۔ پس حسب القول تمہارے  
آسمان پر پہنچایا گیا اس اعلیٰ صاف دلیل ہے۔ کہ

دیگر انبیاء کی طرح ان کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس لئے حضرت  
سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی دعوم میں گر سٹی بیٹھنے نہایت  
پانچ سو سال پہلے چھوڑ کر ان کے استقبال کے لئے ہمارا اسی  
آسمان پر جا بیٹھے۔ سچ پوچھو تو حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے استنارۃ آب چاند تھے۔ جو پہلے ہی طلوع فرمایا۔ اور بعد  
کو بھی طلوع فرمایا۔ ان تقاضی سے جس صاف بیان ہے۔ کہ حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اور اس انجیلیت  
میں شک کی گنجائش نہیں ہے

**قال** (۶) مسیح کا آج تک جس قدر عصری آسمان پر۔ ہوا تو کچھ  
بشری کا وجود بشری منقاب ہونا یعنی خود و غرض سے قاض  
ہوا۔ اور باوجود بشریت الٰہی کا کان کا مصداق ہے۔ ہر صفا  
سلطات اسلام سے ہے۔ یہ خلاف اس کے جگہ تمام انجیلی  
آدم کی نسبت یوں مرقوم ہے۔ **وَقَدْ جَاءَ خُشْعَانًا وَتَوَّابًا**  
**وَمُتَّقًا** (سورۃ الاعراف، کور ۲) **الَّذِي يَخْشَى الْآسْمَانَ**  
**أَحْيَاءً وَأَمَاتًا** (سورۃ المرسلات، رکوع ۱۱) یعنی نبی آدم کے واسطے  
قانون یہ ہے۔ کہ ان کا پیدا ہونا اور مرنا جیسا اور حشر و کشر حسب  
یکم نہ ہیں ہی پھر جو کہ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پھر زمین ہی  
پر رہ سکتا ہے۔ خواہ وہ رسول ہو یا نبی۔ اگر کوئی شخص بشر  
کہا کر جس آسمان پر رہے کے قوت نہ پائیے کہ وہ تمام بنی آدم  
سے فراموشی نہ رکھتے۔ پھر تمام انبیاء کے حق میں اعلیٰ انجیل  
ہے۔ **وَقَدْ جَاءَ خُشْعَانًا وَتَوَّابًا** (سورۃ المرسلات، رکوع ۱۱) یعنی نبی آدم کے واسطے



اور وہ کہتا ہے۔ کہ وہ اور بعضی جم نے ان کے جسم ایسے نہیں بناتے کہ  
 کہ ان کے پتے کے بغیر زندہ رہ سکیں۔ پس جو کوئی باوجود جسد بشری  
 کہ نہ ہوئے کے بغیر زندہ رہ سکے۔ وہ تمام دیگر انبیاء است مرالہ اور  
 افضل ہے۔ ورنہ اس آیت قرآنی کو غلط مانتا ہے کہ۔ سچ جو  
 وہ ہر سال سے کے محمود و نوش آسمان پر زندہ ہے۔ وہ  
 اس رحمت و انبیاء میں سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔ جن کی زندگی کہ  
 ہر سال گھٹا لے پڑتا ہے۔ جب کہ محمد صاحب ان اوصاف  
 سے بالکل خالی ہیں۔ تو کیا یہ صاف ظاہر نہیں کہ مسیح اُن سے  
 افضل و بڑھتا ہے۔

[illegible]

ہر کسی پر فوقیت رکھتے۔ مسیحی فرمان کے خلاف جنتوں کے آلات پر  
 بنیاد دھرتے اور چرندانی ہوائی جہازوں پر چڑھ کر آسمان پر  
 بیٹوں کو آسمان پر لے جاتے۔ اللہ اپنے سرکار خداوندی دربار سے  
 باہر باہر کر کے گئے دیوانے۔ اور شاہی کمرے کے نصیبی محلوں  
 میں شہر و فرماتے۔ انکی آمد آمد کی دھوم مہروم لگی رہتی اور  
 لاکھوں فرشتوں کی فوج ان کی سلامتی ہوتی۔ تو مسیح کے مجسمہ  
 عنقریب آسمان پر رہنے سے نہیں فخر ہوتا۔ اور مجسمہ ہی اس فخر  
 کے آگے تسلیم خور کرنا پڑتا۔ مگر آسمان پر پاتے وقت ان کا مجسمہ  
 عنقریب تو جو اس ملک پر چکا۔ اور زمین چھوڑتے وقت ان کا پیکر  
 جسمانی شہادت لسانی سے باہر آچکا۔ اس سے ان کا آج تک مجسمہ  
 عنقریب آسمان پر رہنا اور حوائی مشرق کا باوجود جسم بشری بھگا  
 ہونا۔ یعنی خورد و نوش سے فارغ ہونا اور باوجود شہادت ان  
 کماکان کا مصداق بنے رہنا جس جسم بھگا ہونا۔ اور  
 ملکوتی حالات سے آسمان پر ٹھہرا رہا ہے۔ اور انہیں ان کے جنتی  
 سورہ بقدرہ رکوع یمامہ معلوم ہو گا۔ کہ تمام ملائکہ انبیاء و  
 سے کم رہیں۔ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنے سے کم رہے  
 ملائکہ سے شہادت پیدا کر لیا۔ اور ان کے بلیوں کا نہیں ہو کر  
 آسمانی پر ٹھہرا رہا۔ انہیں آدم سے ان کی خدائی بشریت  
 کی دلیل نہیں۔ خدائی بشریت یہ ہوتی کہ شہادت ان کے کلام  
 و نطق بشری نہ تھے اور تمام انکی آواز سے ان کے ظہور پر شہادت  
 ہر ملائکہ سے ان کے حوائی بشری ہوتی کہ ان کے کلام



پر کھاتے پیتے اور آسمان پر بول و برا کرتے۔ اب جو آسمان پر عالم  
ملکوت میں رہ کر دیگر بنی آدم کی طرح مسیح بھی حاجت بشری نہیں  
پا سکتے۔ اور سامان خورد و نوش میں مشغول نہیں ہو سکتے۔ تو ماننا  
چاہئے گا کہ مسیح بکثرت کذاۓ بنی آدم سے مثال بشریت نہیں رکھتے  
اور آسمان پر رہ کر ملکوتی خواص سے باہر نہیں آسکتے۔ و نیز چونکہ  
مسیح علیہ السلام کا پیدا ہونا زمین پر ہوا ہے۔ اور مرنا جینا اور  
حشر و نشہ بھی زمین پر ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ  
بھی ابن آدم ہیں۔ خواہ رسول ہوں یا نبی۔ اور تمام بنی آدم کیسے  
مردوم ہے۔ *فِيهَا شَجَرَاتٌ وَفِيهَا مَوْتٌ وَمِنْهَا مَخْرَجُونَ*  
*(سورۃ الاعراف رکوع ۶) اَلَمْ نَجْعَلِ الْاِنْسَانَ كَقَاتَانِ اَحْيَاءً وَاَمْوَاتًا*  
*(سورۃ المرسلات رکوع ۱) یعنی بنی آدم کے واسطے قانون الہی یہ ہے۔*  
کہ ان کا پیدا ہونا۔ اور مرنا جینا۔ اور حشر و نشر سب کچھ زمین ہی  
پر ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام بھی  
جب کہ بشر میں۔ مرنے پینے اور حشر و نشر کے لئے زمین ہی پر  
ہو گئے۔ اگر کوئی شخص مسیحؑ کہلا کر آسمان پر رہ سکے تو  
ماننا پڑے گا کہ وہ آدم علیہ السلام جیسی نہ الٰہی بشریت ضرور  
رکھتا ہے۔ پھر تمام انبیاء بنی آدم کے حق میں مردوم ہے۔ *وَا  
جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَمُوتُ الْفَكَارَ وَمَا كُنَّا لَنَدْرِي مَا نَقُولُ*  
*(سورۃ النجم رکوع ۲) یعنی ہم نے اُن کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ کھانے  
پینے کے بغیر زندہ رہ سکیں۔ پس جو کوئی باوجود جسم بشری  
کھانے پینے کے بغیر زندہ رہ سکے وہ ایسی حالت میں زندہ انبیاء*

بنی آدم سے نہ ہوگا۔ ورنہ اس آیت قرآنی کو غلط ماننا پڑے گا  
مسیح جو قریباً دو ہزار سال سے بے خورد و نوش آسمان پر زندہ  
ہے۔ جب تک وہ آسمان پر ہے ان رسول و انبیاء میں سے ہوگا۔  
جن کی زندگی کا دار و مدار کھانے پینے پر ہے۔ بلکہ ان انبیاء و  
رسول میں سے ہوگا۔ جن کی زندگی کا دار و مدار جبرائیل و میکائیل  
علیہما السلام کی طرح کھانے پینے پر نہیں۔ جب کہ صحت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم انبیاء ملک کی طرح انبیاء بنی آدم سے کم درجہ ہونے سے بالکل  
خالی ہیں۔ اور ان اوصاف سے جو انہیں تمام انبیاء سے اوپر  
رکھیں چاہیں تو کیا یہ صاف ظاہر نہیں۔ کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مسیح علیہ السلام سے افضل و بدرجہا برتر ہیں۔

**قال۔** (۱) مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا اہل اسلام نے از روئے  
قرآن تسلیم کیا ہے۔ اور اچانک موتے بشری طاقت سے بالاتر  
اور فقط الوہیت سے مخصوص ہے چنانچہ قرآن کہتا ہے۔ *مَوَاتٍ يَحْيِيهِ*  
*وَيُقِيمِلِيَّتْ (سورۃ الذنوب رکوع ۵) یعنی وہی زندہ کرتا ہے اور*  
*بارتا ہے۔ خدا کسی کو اپنی صفات مخصوصہ میں شریک نہیں کرتا۔*  
*هَيْسَا لَافْتِكْ فِي حُكْمِهِ اَحَدًا (سورۃ الکاف رکوع ۲۲) سے صاف*  
*ظاہر ہے۔ پس فاعل الوہیت میں سوائے مسیح کوئی دوسرا بشر*  
*شریک نہیں کیا۔ صاحب یا کسی اور رسول یا نبی نے کوئی مردہ*  
*زندہ کیا۔ کیا ان حقائق سے انحراف الشمس نہیں۔ کہ مسیح محمد*  
*صاحب سے افضل ہے۔*

اقول مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا اہل اسلام نے از روئے قرآن